۹۱۲

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار:-
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

مؤرخہ:- ۲۰ ستمبر سنہ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۞ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خرج من عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجعہ الذی توفی فیہ فقال الناس :- یا ابا الحسن کیف اصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ؟ قال اصبح بحمد اللہ بارئا ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ! حضرت ابن ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپ کے اس مرض میں باہر تشریف لائے، کہ جس میں آپ کا وصال ہوگیا صحابہ رضؓ نے سوال کیا کہ اے ابوالحسن رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیسی صبح کی ہے؟ حضرت علی رضؓ نے جواب دیا۔ بحمد اللہ اچھی حالت میں آپؐ نے صبح کی (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت :- سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو مستند الی یقول : اللھم اغفرلی وارحمنی والحقنی بالرفیق الاعلی »(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں، کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا اس وقت آپ مجھ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے فرما رہے تھے۔ اے میرے اللہ میری مغفرت فرما، اور مجھ پر رحم کر، اور مجھ کو رفیق اعلےٰ کے ساتھ ملا دے (بخاری ومسلم)

وعنھا قالت : رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو بالموت عندہ قدح فیہ ماء وھو یدخل یدہ فی القدح ثم یمسح وجھہ بالماء ثم قال :- اللھم اعنی علی غمرات الموت وسکرات الموت (رواہ الترمذی)

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، اور آپ پر موت کی حالت طاری تھی، آپ کے سامنے ایک پیالہ تھا، جس میں پانی بھرا ہوا تھا، آپ پیالہ کے اندر ہاتھ داخل کرتے پھر اپنے چہرہ انور پر پانی ملتے اور پھر فرماتے، اے اللہ! میری مدد فرما موت کے شدائد پر، اور اس کی سختیوں پر۔ (ترمذی)

عن عمران بن الحصین رضی اللہ عنہما ان امرأۃ من جھینۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی حبلی من الزنا فقالت : یا رسول اللہ! اصبت حدا فاقمہ علی فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیھا فقال : احسن الیھا فاذا وضعت فائتنی بھا، ففعل، فامربھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشدت علیھا ثیابھا ثم امربھا فرجمت ثم صلی علیھا، (رواہ مسلم)

ترجمہ! حضرت عمران بن حصین رضؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، تو اس نے عرض کیا، کہ یا رسول اللہؐ میں نے موجب حد کام کیا ہے۔ لہٰذا مجھ پر حد قائم کیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے ولی کو بلایا، اور فرمایا کہ اس عورت سے احسان کا معاملہ کرو اور جب یہ بچہ جن لے، تو میرے پاس لے کر آؤ، چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر حد قائم کرنے کا حکم دیا، تو اس کو رجم کر دیا گیا پھر اس پر نماز پڑھی (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ : قال : دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یوعک فمسستہ فقلت : انک لتوعک وعکا شدیدا فقال : اجل انی اوعک کما یوعک رجلان منکم »(متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اس وقت آپ کو بخار تھا، میں نے آپ کے جسم پر ہاتھ رکھا اور پھر کہا، کہ آپ کو تو بہت سخت بخار ہوتا ہے آپ نے فرمایا ہاں (مجھ کو بہت سخت بخار ہوتا ہے، مجھ کو اتنا بخار ہوتا ہے، جتنا تمہارے دو آدمیوں کو بخار ہوتا ہے) (بخاری ومسلم)

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال جاء فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی من وجع اشتد بی فقلت : بلغ بی ما تری، وانا ذومال، ولا یرثنی الا ابنتی وذکر الحدیث (متفق علیہ)

ترجمہ:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس میرے اس درد کی وجہ جو مجھ کو بہت سخت تھا عیادت کرنے کے لئے تشریف لائے میں نے عرض کیا کہ مجھ کو وہ تکلیف لاحق ہوگئی ہے، جو کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور میں صاحب مال ہوں، اور میری بیٹی کے علاوہ میرا اور کوئی وارث نہیں اور پھر بقیہ حدیث بیان کی۔

هفت روزه



لاہور

فون ۶۷۵۴۵

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ ۱۱ روپے

ششماہی چھ روپے

جلد ۹ | ۲۰ ستمبر ۱۹۶۳ء ۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۲۰

اخبارات پر پابندیاں

اخبارات ملک وقوم کی آواز ہوتے ہیں۔ اور صحافیوں کی رائے عوامی جذبات واحساسات کا عکس سمجھی جاتی ہے ایک اخبار کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ عوام کی ترجمانی کے فرائض ادا کرے، لوگوں کے خیالات حکومت تک پہنچائے، حکومت کی پالیسیوں عیوب ونقائص کی نشاندہی کرے اور ارباب اقتدار واختیار کے سامنے ان امور کی وضاحت کرے جن پر عمل کرکے وہ ملک وقوم کو ترقی کی شاہراہ پر گامزن کر سکتے ہیں۔ اور یہ اخبارات کا ایک ایسا فریضہ ہے۔ جسے وہ ہر حال میں ادا کرنے پر مجبور ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یہ فرض ادا نہ کر سکیں تو پھر ان کا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں اور ان کی حیثیت اس سرکاری نوٹس بورڈ سے زیادہ نہیں رہ جاتی جس کی پیشانی محکمہ کے سربراہ کی مرضی کے مطابق صرف چند سرکاری خبریں لکھ کر سیاہ کر دی جاتی ہے اور اس لئے محب وطن اور ملک دوست صحافی کسی قیمت پر وہ پابندیاں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ جن کے باعث ان کے حقوق آزادی اور اخبارات کی افادیت پر زد پڑتی ہو —— اس کے برعکس فراخ دل، وسیع النظر، ملک وقوم کے بہی خواہ اور دانا رہنما وحکمران اس قسم کے صحافیوں اور نقادوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں، اخبارات کی تنقید کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرتے ہیں اور ایک آزاد پریس کو وطن عزیز کے بقاء واستحکام کے لئے ضروری اور فال نیک تصور کرتے ہیں —کیونکہ اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ خود غرض مداح اور حاشیہ نشین حکمرانوں کو غلط اور عاقبت نااندیشی کی راہ پر ڈالنے کا موجب بنتے ہیں اور بالآخر اس کے نتیجہ میں ملک وقوم اور خود ارباب اقتدار تباہی وبربادی اور ذلت ورسوائی کے ایسے عمیق گڑھے میں جا گرتے ہیں۔ جس سے نکلنا ان کے بس کی بات نہیں رہتی —لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج مملکت خداداد پاکستان کے ناخدا اس حقیقت سے آنکھیں موند کر اخبارات کا گلا گھونٹ دینے پر تلے بیٹھے ہیں اور وہ اخبارات کو پابندیوں کی ایک طویل زنجیر میں جکڑ کر اپنے گرد حاشیہ نشینوں اور لوٹی اخبار نویسوں کی ایسی کھیپ فراہم کرنا چاہتے ہیں۔ جو صرف ان ہی کے اشارہ چشم وابرو پر کام کرے اور اخبارات محض ہز ماسٹرز وائس" (اپنے آقا کی آواز) کا ریکارڈ بن کر رہ جائیں ——

ہمارے نزدیک ارباب اختیار کا یہ طرز عمل انہیں کسی طرح ملک وقوم کی نگاہوں میں سربلند نہیں کر سکتا اور ہر محب وطن پاکستانی اس انداز حکمرانی سے اختلاف کرتا ہے یہ ٹھیک ہے کہ اخبارات کو بے راہ روی نہ اختیار کرنی چاہیئے اور اس قسم کے طرز عمل سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ جس سے ملک وقوم کا مفاد اور حکومت کا وقار مجروح ہوتا ہو لیکن جس ملک میں بے حیائی، بدمعاشی، فحاشی، ننگی اور مخرب اخلاق تصویروں کی نمائش اور خلاف اسلام حرکات پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اخبارات کو ہی ان کی حق گوئی وبیباکی پر مورد عتاب ٹھہرانا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اور یہ کسقدر حیرت کی بات ہے کہ کوئی اخبار اس وقت تک اسمبلیوں کی کاروائی شائع نہیں کر سکتا جب تک کہ سپیکر یا کوئی افسر مجاز اس پر مہر تصدیق ثبت نہ کر دے گویا اس

(باقی بر صـ۱۲)

"عصر حاضر کی رابعہ"

حضرت شیخ التفسیرؒ کی رفیقہ ولایت آیۂ رحمت کی وفات حسرت آیات

(ماسٹر اللہ دیئے اخگر)

حضرت شیخ التفسیرؒ جنید دوراں رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت نے لاکھوں دلوں کو مجروح کیا، اور عقیدت مند لوگ بیکسی کے عالم میں یتیموں کی طرح آج تک آنسو بہا رہے ہیں کہ آج ۱۵ ستمبر بروز اتوار مطابق ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۳ھ ایک طویل بیماری کے بعد آپ کی اہلیہ محترمہ صدیقہ وعفیفہ قضاء الٰہی سے عازم فردوس ہوئیں۔ ہماری مرحومہ ومغفورہ اماں اپنے وقت کے وحید العصر عالم دین حضرت ابو محمد احمدؒ فاضل دیوبند کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا عقد مبارک ایک تاریخی سعادت کا حامل ہے کیونکہ مشیت ایزدی نے حضرت شیخ الہند سیدنا ومولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ کو اس کار مقدس کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ حضرت ابو محمد احمد کے خلوص ومروت اور حضرت شیخ الہند مرحوم کی عارفانہ دعاؤں نے اس بابرکت جوڑے کی زندگی میں بفضلہ تعالٰی ابدی سعادتوں کا دروازہ کھولدیا۔

حضرت اماں جان مرحومہ نے ہمارے آقائے روحانی کے گھر کو اپنی فرمانبرداریوں اور وفاشعاریوں سے تقریباً ۵۰ سال تک جنت نظیر بنا رکھا۔ واللہ باللہ! ان ولایت آثار درودیوار سے پوچھیئے جہاں آپ نے اپنی زندگی کے شام وسحر گزارے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے روزانہ قرآن حکیم کی الہامی تلاوت کو متواتر گھنٹوں نہیں سنا ہے۔ سات دن میں قرآن عزیز کا ختم جس نفس مطمئنہ کا لائحہ عمل بن چکا ہو۔ اس کی برکات کا کیا کہنا۔ اپنے ہاتھوں سے روٹیاں پکا پکا کر حضرت قطب الاقطاب کی شبانہ روز خدمت کی تین بچوں کو فارغ التحصیل عالم دین بنایا۔ ان میں سے دو صاحبزادوں اور ایک نواسے کو حفاظ قرآن بننے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ اللہ لاکھوں عقیدت مند اپنی اس مادر مشفقہ وزاہدہ عابدہ وعفیفہ محسنہ وصیفہ کی یاد میں سوگوار ہیں۔ اور مرحومہ کی سعادت ابدی کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آج ان کی وفات حسرت آیات کا پیغام بایں الفاظ مدینۃ الرسول کی طرف بھیجا جا رہا ہے کہ

"جناب حافظ حبیب اللہ صاحب مہاجر مدنی آپکی شفیقہ، ماجدہ محسنہ مہجورہ والدہ مکرمہ عالم جاودانی کو تشریف لیجا چکی ہیں"

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

دعا ہے کہ خدائے ذوالمنن ہماری شب بیدار محسنہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پس ماندگان حضرات ذکور واناث کو صبر جمیل اور اجر جزیل کا حامل بنائے آمین یا الٰہ العالمین)

مجلس ذکر ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۲ اگست سنہ ۱۹۶۳ء

اسوۂ نبوی ؐ کے مطابق زندگی بسر کرو

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

بزرگان محترم!

اللہ تعالےٰ کا کرم و احسان ہے ۔ کہ اللہ نے دولت ایمان سے نوازا اور اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ۔ کئی ہمارے بھائی ایسے بھی ہونگے ۔ جو اس وقت سینما کی تیاری میں مشغول ہوں گے ۔ بے حیائی اور عریانیت کا تماشہ دیکھ رہے ہوں گے ۔

دنیا کی پیدائش سے پہلے عالم ارواح میں اللہ تعالےٰ نے سب ارواح انسانیہ کو جمع کر کے پوچھا ۔ الست بربکم :۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا بلٰی (کیوں نہیں) اب اس اقرار و وعدہ پر جو دنیا میں قائم رہے گا ۔ وہ مومن ہے اور جو اس اقرار و وعدہ کو بھول گئے ہیں اور اس کے منکر ہیں ۔ وہ کافر و بے ایمان ہیں آج ہم اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں ۔ کہ ہم اس اقرار و وعدہ کو کتنا پورا کر رہے ہیں ، اور پہلے سے گمراہی اور بے حیائی کا سیلاب زیادہ ہے یا عریانیت اور بدمعاشی کا دور دورہ ہے ۔

اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے ، کہ اس نے ہمیں اس بے حیائی کے دور میں نیک بندوں کے ساتھ مل کر بیٹھ کر یاد الٰہی کی توفیق عطا فرمائی ۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مجلس ذکر اور نیک صحبت ترک نہ کرنا ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے ۔ کہ جب تک تم دو چیزوں کو یعنی کتاب و سنت (قرآن وحدیث) کو تھامے رہوگے گمراہ نہ ہوگے ۔

جو لوگ نیک صحبت اختیار کرتے ہیں جن کے دل میں خوف خدا ہے ۔ وہی کتاب و سنت کو تھامے ہوئے ہیں ۔ ان ہی کی قبر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جنت کا ایک باغ ہوگی

آج کتاب و سنت کو چھوڑ کر لوگ ہلاکت و بربادی کے گڑھے میں جا رہے ہیں اسلام دنیا میں امن و امان ، اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے اس سے روگردانی کے باعث ، بدامنی ، بے حیائی ، بدمعاشی قتل و قتال میں دن بدن زیادتی ہوتی جا رہی ہے ۔ پولیس کی رپورٹ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد سے آج تک ۴۰ ر ۵۰ ہزار ناحق قتل ہوئے ہیں ۔ گذشتہ دنوں میں ایک بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کے سارے خاندان کو ختم کر دیا ۔ ایک دفعہ ایک حجام نے بال باہر پھینکے تو کسی راہ گیر پر گر گئے ، راہگیر نے حجام کو چاقو سے اور حجام نے راہگیر کو اُسترے سے قتل کر دیا ، خوف خدا بالکل ختم ہو گیا ہے ۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر قتل و قتال کی نوبت آ جاتی ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔ کہ پہلوان وہ ہے ۔ جو اپنے غصہ پر قابو رکھے ، قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں ، کہ مسلمان کو قتل کرنے والا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۔ اللہ تعالےٰ کا غضب اور لعنت اس پر ہوگی ۔

اب آپ اندازہ لگائیں ۔ کہ اسوۂ نبویؐ اور قرآن کی تعلیم کیا ہے ۔ اور ہمارا عمل کیا ہے ۔ آج جھنڈیاں لگا کر ، جلوس نکال کر طبلے سارنگیاں بجا کر عشق نبویؐ کو ظاہر کیا جاتا ہے ۔ نہ نماز کی پروا ، اور نہ ذکر اللہ کرنے کا خیال ۔

اگر اللہ تعالےٰ کو یہ محبت اور عشق پسند ہوتے ۔ تو قرآن کریم میں حکم دیتے ۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہؓ جھنڈیاں لگاتے اور جلوس نکالتے لیکن مسلمان ہیں کہ لاکھوں روپیہ محض نام و نمود اور نمائش کے لئے ضائع کرتے ہیں اگر خرچ نہیں کرتے تو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ؎

سچ ہے مال حرام بود بجائے حرام رفت

حضرتؒ سے ایک دفعہ انسپکٹر پولیس عبدالعزیز صاحب نے پوچھا ۔ کہ کیا بات ہے ۔ کہ انگریز آپ کو گرفتار کرتا ہے ۔ دوسرے مولویوں کو گرفتار نہیں کرتا ۔ تو حضرتؒ نے فرمایا ۔ کہ چونکہ میں محمدی قرآن سناتا ہوں ۔ جس میں اعلان جہاد ہے اور دوسرے پنجابی قرآن سناتے ہیں

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ۔ کہ کہیں بنگلہ قرآن ہے ۔ کہیں سندھی اور کہیں پنجابی قرآن ہے محمدی قرآن کوئی کوئی سناتا ہے ۔ اور پنجابی اسلام یہ ہے ۔ کہ نماز فرض ہے ۔ تو نہ پڑھو ۔ روزہ بے شک نہ رکھو زکوٰۃ اور حج فرض ہونے کے باوجود نہ ادا کرو ۔ لیکن قوالیاں کرواؤ ۔ عُرسوں اور عید میلاد النبیؐ کے جلوس میں جھنڈیاں لگا کر شریک ہو جاؤ طبلے سارنگیاں بجاؤ ۔ شادی بیاہ میں باجے بجاؤ ، تیجے چالیسویں خوب کرواؤ ۔ شادیوں میں نام و نمود کے لئے اور حق مہر بہت زیادہ رکھواؤ ۔ اور یہ سب چیزیں کرو تو پکے مسلمان اور سچے عاشق رسول اگر نماز باقاعدہ ادا کرو روزے رکھو ۔ زکوٰۃ و حج ادا کرو غربا و مساکین کی مدد کرو ۔ لیکن ان کی من گھڑت رسومات و خرافات میں حصّہ نہ لو ۔ عُرسوں پر نہ جاؤ ۔ قبروں پر سجدے نہ کرو ۔ فضول خرچی نہ کرو ۔ تو پکے بے ایمان ۔ وہابی ۔ کافر ۔ بزرگوں اور نبیوں کے منکر ۔

اُلٹ زمانہ آگیا ہے خرد کو جنوں اور جنوں کو خرد سمجھنے لگے ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ہدایت عطا فرمائے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی اتنی کثرت سے عبادت فرماتے ۔ کہ پاؤں میں کھڑے کھڑے ورم آ جاتے ۔ حضرت عائشہؓ نے کہا ۔ کہ یا رسول اللہؐ ! آپ اتنی زیادہ عبادت کیوں کرتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سارے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دئے ہیں ۔ اور آپ بخشے بخشوائے ہوئے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا ۔ کہ اے عائشہؓ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اس کے ساتھ حال یہ تھا کہ دو دو تین تین مہینے چولھے میں آگ نہیں جلتی تھی ۔ کئی کئی دن فاقہ رہتا تھا

آج ہم کتنے آرام کی زندگی بسر کرتے

خطبۃ الجمعہ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۸۳ھ ۱۳ اگست سنہ ۱۹۶۳ء

صراطِ مستقیم

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔ اَمَّا بَعْدُ:۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ج وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُکُمْ وَاِیَّاھُمْ ج وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ج وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ حَتّٰی یَبْلُغَ اَشُدَّہٗ ج وَاَوْفُوا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ ج لَا نُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ج وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ج وَبِعَھْدِ اللّٰہِ اَوْفُوْا ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ ط ذٰلِکُمْ وَصّٰکُمْ بِہٖ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

(پ ۸ سورۃ الانعام رکوع ۱۹ آیت ۱۵۱ تا ۱۵۳)

ترجمہ! کہہ دو آؤ میں تمہیں سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کیا ہے یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو اور تنگدستی کے سبب سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو — ہم تمہیں اور انہیں رزق دیں گے — اور بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے قریب نہ جاؤ اور ناحق کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا تمہیں یہ حکم دیتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ اور سوائے کسی بہتر طریقہ کے یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچے اور ناپ اور تول کو انصاف سے پورا کرو ہم کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور جب بات کہو تو انصاف سے کہو اگرچہ رشتہ دار ہی ہو اور اللہ کا عہد پورا کرو تمہیں یہ حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو، وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے، تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

ماکولات کے سوا لقیہ قانون اسلام کا خلاصہ

آیاتِ مذکورہ بالا میں کھانے پینے کی چیزوں میں حلال و حرام کی وضاحت کے سوا لقیہ سارے قانونِ اسلام کا خلاصہ اجمالاً بیان کر دیا گیا ہے۔ جہاں تک کھانے پینے کی چیزوں میں اللہ تعالٰے کے قطعی احکام کا تعلق ہے وہ ان آیات سے قبل کی آیات . . . . . میں اللہ تعالٰے نے بیان فرما دیئے ہیں — ان آیتوں میں اللہ جل شانہٗ نے فقط اخلاق اور معاملات کے بارے میں اپنے بندوں کو قطعی اور صاف ہدایتیں دی ہیں —

خدائے وحدہٗ لاشریک کے احکام کی پیروی کرنا ہی ہمارا کام ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں کہ اللہ نے تمہارے لئے کیا کیا کام مقرر کئے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ اس کے احکام بجا لاؤ اپنی مرضی سے قاعدے اور قانون نہ بناؤ۔ قانون بنانا تمہارا کام نہیں۔ قانون پر چلنا تمہارا کام ہے قانون سازی تو فقط اللہ جل شانہٗ کا کام ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ اللہ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اولاد کو اس وجہ سے کہ تمہارے پاس ان کے پالنے میں سب پیسہ ختم ہو جائے گا اور مفلسی چھا جائے گی قتل نہ کرو اور نہ ہی مفلسی کے خوف سے برتھ کنٹرول کی پابندی کرو یا اسقاط حمل کراؤ۔ کیونکہ ہم ہی تمہیں روزی دیتے ہیں اور ہم ہی ان کو بھی رزق دیں گے۔ دیکھو بیحیائی کی باتوں کے قریب بھی نہ جانا خواہ وہ کھلے طور پر ہوں یا چھپی ہوں اور جس جان کی حفاظت اور احترام کا اللہ نے حکم دیا ہے یعنی انسان کی جان تو اس کو ناحق قتل نہ کرنا اور ناحق قتل وہ ہے جس کا حکم شریعت نے نہ دیا ہو۔ یاد رکھو! ان باتوں کا حکم تمہیں اللہ نے اس لئے دیا ہے کہ تم عقل سے کام لو اور یہ سمجھ لو کہ تمہارا کام حکم کرنا اور چال چلن کے قاعدے مقرر کرنا نہیں بلکہ اللہ کے حکموں کے مطابق چلنا اور زندگی بسر کرنا ہے۔

عربوں کا دستور

عربوں نے آپس میں یہ دستور بنا رکھا تھا کہ برُے کام زنا وغیرہ کھلم کھلا منع ہیں۔ اور چھپ کر . . کرنے میں جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو کوئی حرج نہیں۔ یہاں ان سے کہا گیا ہے کہ گناہ چاہے سب کے سامنے ہو یا چھپ کر ہر حالت میں گناہ ہے اور اس کا کرنا ممنوع — اگر کوئی شخص نہیں دیکھ رہا تو ہر آن اور ہر گھڑی دیکھنے والا اور دلوں کے بھید اور ارادوں تک کے جاننے والا حاضر ناظر خدا تو دیکھ رہا ہے۔ اس سے کوئی کیوں کر چھپ سکتا ہے اسی طرح عرب میں آدمی کا معمولی سی بات پر مار ڈالنا کوئی بات نہ تھی۔ لوٹ مار ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل اور محبوب مشغلہ تھا چنانچہ ان سب باتوں سے انہیں روکا گیا اور برملا طور پر کہہ دیا گیا کہ آدمی کی جان لینا کسی طرح جائز نہیں جب تک کہ شرع فتوٰی نہ دے (قصاص کا) اسی طرح حرم مکہ کے اندر جانور کا مارنا بھی جائز نہیں۔

یتیموں سے برتاؤ

پھر حکم ہوتا ہے کہ یتیم کے مال کی طرف نہ دیکھو — اگر یتیم کا مال کھاؤ گے تو اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے بھرو گے — دیکھنا! ان کے مال میں تصرف کرنے کا ارادہ بھی نہ کرنا۔ ہاں اگر ان کے فائدے اور نگہداشت کے لئے نگہبانی کرنی چاہو تو اور بات ہے لیکن یہ بھی اسی وقت تک ہو سکتی ہے کہ یتیم اپنی عمر کو پہنچ جائیں۔ مقصد یہ ہے

کہ یتیم کا سرپرست احتیاط کے ساتھ اور خوفِ خدا کو دل میں جگہ دیتے ہوئے اس کا مال اس کی ضرورتوں میں اور اس کے نفع کی باتوں میں صرف کر سکتا ہے لیکن جب بچہ سمجھدار ہو جائے اور مال کے نفع و نقصان کو پہچاننے لگے تو اس وقت اُس کا مال اس کے اختیار میں دے دینا چاہیئے۔ اور نیک مشورے سے اس کی مدد کرنی چاہیئے۔

عدل و انصاف کو شعار بناؤ

آگے ارشاد ہے کہ لین دین میں ماپ تول کا خیال رکھو اور انصاف و دیانت کے ساتھ ماپ تول پورا کرو تاکہ کسی کے حق میں کمی نہ ہو اور عدل و انصاف کے تقاضے کے مطابق جس کو جتنا پہنچنا چاہیئے پہنچ جائے یہ نہ بھولو کہ ہم کسی کے اوپر اس کی طاقت سے زیادہ مشقت نہیں ڈالتے پس اس بات کا خیال رکھو کہ جب کوئی بات کہو یا فیصلہ کرو تو اس میں عدل و انصاف کا دامن کسی حال میں بھی نہ چھوٹنے پائے۔ اور اگر کوئی تمہارا ملنے والا یا رشتہ دار ہو تب بھی انصاف کو ہاتھ سے نہ دو۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تم کسی سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتے ہو اور نہ تمہارے اثر کی وجہ سے کوئی تمہارا قریبی رشتہ دار، دوست ملازم وغیرہ کسی پر کسی قسم کی دست درازی کا حق رکھتا ہے اور نہ تم کسی معاملہ میں اپنے رشتہ دار یا دوست کی بے جا طرفداری کر سکتے ہو۔

ظاہر ہے اللہ کے مقرر کئے ہوئے دین میں مشقت ضرور ہے لیکن ایسی مشقت نہیں جو انسان کے بس کی نہ ہو۔ ہر شخص اللہ کے دین پر بخوبی چل سکتا ہے اور اس کے احکام کو اپنی طاقت کے مطابق بجا لا سکتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اپنی خواہشات نفسانی کو دبا کر اللہ کے قانون کی پابندی کرنی پڑتی ہے لیکن اس کے فائدے دنیا و آخرت میں اس قدر کثیر ہیں کہ ان کی خاطر تھوڑی سی مشقت کچھ حقیقت نہیں رکھتی اگر انسان عقل و فکر رکھتا ہو۔

سیدھا راستہ

آخر میں ارشاد ہوتا ہے ”اے اللہ کے بندو! اپنے رب کے ساتھ جو عہد و پیمان کیا ہے اُسے پورا کرو۔ اور یہ باتیں ہیں جن کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ اور یاد رکھو یہی راہ میری سیدھی راہ ہے۔ اسی پر چلو دوسری راہوں پر نہ چلو کہ خدا کی راہ سے بھٹکا کر تمہیں تتر بتر کر دیں یہ بات ہے جس کا خدا نے تمہیں حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔“

مقصد یہ ہے کہ اللہ کو مان لینا گویا گویا اس بات کا پختہ وعدہ کرنا ہے کہ ہم تیرے سارے حکم بے چون و چرا بجالائیں گے ــــ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص اللہ کو مانے بھی اور اس کی نافرمانی بھی کرے۔ جو اللہ جل شانہ کی نافرمانی کرتا ہے اس نے گویا اللہ کو مانا ہی نہیں اور جو ایمان لے آیا ہے اس نے گویا اللہ کی غلامی، بندگی اور فرمانبرداری کا پٹہ گلے میں ڈال لیا ہے ـ پس اُسے چاہیئے کہ وہ قول و قرار پر پورا اترے اور اللہ رب العزت سے اپنا وعدہ وفا کرے

چنانچہ اسی حقیقت کی نشاندہی کرتے ہوئے رب تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ اے مسلمانو! اے میری غلامی اور بندگی کا جوا اپنے گلے میں ڈالنے والو! یہ احکام تمہیں اس لئے سنائے جا رہے ہیں کہ تمہیں اپنا وعدہ یاد آ جائے اور تم اپنے عہد سے پھر نہ جاؤ ـــ یہ احکام سنانے کی غرض یہ ہے کہ تم پر میرا سیدھا راستہ واضح ہو جائے۔

سنو! یہ باتیں جو تمہیں بتائی جا رہی ہیں یہی اللہ کا مقرر کیا ہوا سیدھا راستہ ہے۔ سورۃ فاتحہ میں تمہیں سکھایا گیا تھا کہ صراط مستقیم معلوم کرنے کی دعا مانگو۔ اب اس صراط مستقیم کو تم پر واضح کر دیا گیا ہے ـــ خبردار! اس راہ سے ہٹ نہ جانا ـــ اسی راہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ اگر اس راستہ کے علاوہ کسی اور راستہ پر چلے تو اللہ کے راستہ سے بھٹک جاؤ گے ـــ

خلاصہ

انسان کی ذہنی، معاشی، اجتماعی اور سیاسی ترقی اور صحت مند نشو و نما کا دار و مدار ان چار چیزوں پر ہے کہ وہ:۔

۱۔ عقل و فکر سے کام لے۔ (لعلکم تعقلون)

۲۔ اپنی بھلائی کی ساری باتیں سیکھ لے (لعلکم تذکرون)

۳۔ ہر قسم کی برائیوں اور بے حیائیوں سے کاملاً پرہیز کرے (لعلکم تتقون)

۴۔ قانونِ خداوندی کو زندگی کے ہر گوشہ میں ضابطۂ حیات اور دستور العمل بنائے اور زندگی کا راستہ صرف وحی ربانی کی روشنی میں طے کرے کیونکہ انسان کی اپنی سوچی ہوئی باتیں وہم و گمان پر مبنی ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ کے حکم اور وحیٔ الٰہی کی روشنی میں وضع کردہ قوانین یقینی اور قطعی ہوتے ہیں۔ جن میں شک و شبہ کی بالکل گنجائش نہیں ہوتی ـــ

آیات بالا میں بیان کردہ نو احکامات

۱۔ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ نہ ذات میں نہ صفات میں ـــ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان نہ کسی سے ڈرے گا، نہ کسی کی خوشامد کرے گا، اور نہ کسی کے سامنے اپنے سر کو جھکائے گا کہ یہ خالص اللہ کے سامنے جھکنے کے لئے بنایا گیا ہے شرک سے بیزاری کے باعث انسان کو یہ یقین ہو جائے گا کہ مجھے اللہ کے سوا نہ کوئی کچھ دے سکتا ہے اور نہ مجھ سے کچھ چھین سکتا ہے حاجت روا، مشکلکشا، ہر گھڑی، ہر آن اور ہر مقام پر حاضر و ناظر اور عالم الغیب وہی ایک مالک حقیقی ہے۔ سوال فقط اسی سے کیا جا سکتا ہے اور اس کے سوا کسی اور کے آگے دستِ سوال دراز کرنا شہنشاہِ حقیقی سے بغاوت کرنا ہے۔ رازق، مالک، خالق اور معبود فقط اُسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات ہے۔ وہی رب العالمین ہے اور اسی کا حکم دونوں جہانوں میں چلتا ہے اُسی کی عبدیت کا مژدہ مکے کے دُرِّ یتیم اور رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے سنایا اور اُسی کی بندگی کا پیغام کل انبیاء و مرسلین سناتے چلے آئے ــ

پس بغاوتِ الٰہی سے بچنا انسان کا پہلا اور ضروری فرض ہے

۲۔ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ یہاں سب سے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم ہے لیکن اس سے یہ سمجھ لینا کچھ مشکل نہیں کہ انسان کا رشتہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ پھیلتے پھیلتے تمام دنیا میں پھیل جاتا ہے۔ اس لئے ہر انسان دوسرے انسان سے نیک سلوک کا مستحق ہے۔ مگر جو شخص ماں

باقی ص ۱۹

حساس کے قلم سے

نبوت و رسالت کے چند ابتدائی مناظر

کسقدر معصوم تھا ہستی کا عنواں دیکھئے ● سب سے پہلا صفحہ تاریخ انساں دیکھئے

حضرت ضماد رض کو اسلام کی دعوت

عبداللہ بن عباس رض کہتے ہیں کہ قبیلۂ ازدشنوء کے مشہور جھاڑ پھونک کرنے والے ضماد بن ثعلبہ مکہ معظمہ میں آئے تو انہوں نے ....بھی مکہ کے شریروں کی زبان سے آنحضرت صلعم کو مجنوں، مجنون کہتے سُنا پوچھا کہ یہ صاحب کہاں رہتے ہیں؟ شاید میرے ہی ہاتھ سے اللہ انہیں شفا دے دے" وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں جھاڑ پھونک کا ماہر ہوں، اللہ میرے ہاتھ سے بہتوں کو اچھا کر چکا ہے، آیئے! آپ کا بھی علاج کر دوں! میرے کہنے پر حضور صلعم نے بلیاختہ پڑھنا شروع کیا، الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ من یھدہ اللہ فلا مضل لہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ زبان سے ادا کئے تھے ضماد رض کہتے ہیں کہ میں نہ معلوم کتنے کاہنوں جادوگروں اور شاعروں کی باتیں سن چکا ہوں مگر ایسے کلمات سے آج تک میرے کان آشنا نہیں ہوئے تھے فوراً ملتجی ہو گیا کہ لایئے ہاتھ بڑھایئے، میں بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مسلمان ہوتا ہوں، چنانچہ حضور صلعم نے اسی وقت انہیں توبہ کرا کے اپنے حلقہ میں شامل کر لیا، اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد ان کے پورے قبیلہ کی طرف سے بھی غائبانہ بیعت قبول فرمالی۔ کچھ دنوں کے بعد حضور کا ... بھیجا ہوا ایک دستہ ان کے قبیلہ کے قریب سے گزرا تو سردار دستہ نے اپنے ساتھی فوجیوں سے پوچھا کہ کسی نے ان لوگوں کی کوئی چیز وغیرہ تو نہیں لی ہے ایک شخص نے کہا ایک لوٹا ان لوگوں کا میرے پاس ہے تو اس نے اسی وقت اس کی واپسی کرائی۔ بتایا جانتے نہیں ہو یہ ضماد کا قبیلہ ہے"

صحیح مسلم باب تخفیف الصلوٰة والخطبہ، بیہقی

عبدالرحمن عدوی رح حضرت ضماد رض سے ناقل ہیں کہ میں حج کے کرنے کے لئے مکہ معظمہ آیا ہوا تھا۔ ایک دن اتفاق سے ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں ابوجہل، عتبہ اور امیہ بن خلف وغیرہ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ابوجہل کہہ رہا تھا۔ اس شخص (آنحضرت) نے تو پوری جماعت میں انتشار پیدا کر دیا ہے، ہر وقت ہمارے نوجوانوں کو بیوقوف بناتا اور مرے مردوں کو گمراہ کہتا اور خداؤں کو بیکار و باطل وغیرہ کے الفاظ سے یاد کیا کرتا ہے" امیہ بولا "میرے نزدیک تو یہ شخص اب بالکل ہی دیوانہ ہو گیا ہے۔

ضماد رض کہتے ہیں کہ چونکہ میں بھی جھاڑ پھونک ہی سے علاج معالجہ کیا کرتا تھا اس لئے ان لوگوں کی باتیں سُنکر مجھے حضور صلعم سے ملنے اور بات چیت کرنے کا شوق دامنگیر ہو گیا۔ چنانچہ وہاں سے اُٹھتے ہی میں نے حضور صلعم کو تلاش کرنا شروع کر دیا، مگر اتفاق سے آپ کہیں نظر نہیں آئے۔ دوسرے دن پھر ڈھونڈنے نکلا تو آپ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے ہوئے مل گئے۔ جب تک آپ نماز پڑھتے رہے میں خاموش بیٹھا رہا۔ فراغت کے بعد قریب جا کر عرض کیا اے ابن عبدالمطلب! ذرا ادھر تو آنا، آپ نے پوچھا، کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں منتروں سے لوگوں کا علاج کرتا ہوں، اگر آپ چاہیں تو آپ کا بھی علاج کر دوں آپ کا مرض تو معمولی معلوم ہوتا ہے میں اس سے زیادہ خطرناک قسم کے لوگوں کو اچھا کر چکا ہوں، میں آپ کی برادری کے ذمہ داروں سے آپ کے متعلق کچھ ناشائستہ باتیں سن چکا ہوں۔ مثلاً نوجوانوں کو ورغلا لینا، جماعتی شیرازہ بندی میں خلل ڈالنا، مرے ہوئے لوگوں کو بُرا بھلا کہنا، خداؤں کی شان میں گستاخیاں کرنا وغیرہ وغیرہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب حرکات آپ خود نہیں کر رہے ہیں بلکہ ایک جن ہے جو آپ سے یہ سب کرا رہا ہے۔

آنحضرت صلعم نے میری ساری تقریر کے جواب میں (مذکورہ بالا) خطبۂ مسنونہ (ذرا سے حذف و اضافے کے ساتھ) پڑھ دیا۔

ضماد رض کہتے ہیں کہ ورمیں نے اس سے بہتر تقریر کبھی نہیں سنی تھی۔ اسی لئے دوبارہ پڑھنے کی درخواست کی، جب حضور صلعم اس خطبہ کو دہرا چکے تو میں نے آپ کی تعلیم کو دریافت کیا۔ آپ نے بتایا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لاؤ، بت پرستی کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکو اور گواہی دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں، میں نے سوال کیا کہ اگر میں یہ سب باتیں کرنے لگوں تو مجھے کیا ملے گا؟...... آپ نے جواب دیا "تم جنت کے مستحق ہو جاؤ گے، یہ سنتے ہی میں نے ان تمام لفظی پابندیوں کے ساتھ حضور صلعم کے دست مبارک پر بیعت کر لی، اس کے بعد چند روز تک میں حضور صلعم کے ساتھ مقیم رہا اور قرآن کی بہت سی سورتیں وغیرہ یاد کر کے گھر واپس آیا"

راوی کا بیان ہے کہ کچھ دنوں کے بعد حضور صلعم نے حضرت علی رض کی قیادت میں کوئی دستہ کہیں بھیجا تھا جس نے ضماد رض کے گاؤں کے بیس اونٹ زبردستی چھین لئے جب امیر حضرت علی رض کو یہ خبر لگی تو انہوں نے ان اونٹوں کو یہ کہہ کر واپس کرایا کہ نہیں معلوم بھی ہے یہ ضماد رض کے قبیلے والے ہیں

(صابہ ج ۲ صفحہ ۲۱۰، دلائل النبوت)

حضرت حصین رض کو اسلام کی دعوت

حضرت حصین رض ہی کی نسل کے ایک بزرگ حضرت عمران بن خالد رح اپنے باپ دادا کا سلسلہ جوڑ کر بیان کرتے ہیں کہ قریش حضرت حصین رض کو اپنا لیڈر مانتے اور بڑی عزت کرتے تھے۔ ایک دن جمع ہو کر آئے اور کہنے لگے کہ اب آپ خود جا کر اس شخص (آنحضرت صلعم) کو جا کر سمجھائیں، اب تو وہ کھلم کھلا ہمارے دیوتاؤں کا نام لے کر لعن طعن کرنے لگا ہے چنانچہ سب لوگوں نے انہیں کعبہ کے اندر باب النبی صلعم کے قریب ایک امتیازی شان کے ساتھ لا کر بٹھا دیا، حصین رض نے طے شدہ پروگرام کے مطابق یوں بات چھیڑی، یہ ہم لوگوں کے کانوں تک تمھاری کیا کیا باتیں

پہنچ رہی ہیں سُنا ہے کہ تم خود بھی ہمارے دیوتاؤں کو بُرا بھلا کہتے ہو اور دوسروں کو بھی ان کی شان میں گستاخیاں کرنے کی تلقین کرتے ہو، تمہارا باپ تو بڑا بھلا اور شریف آدمی تھا" حضورؐ تو بولے "اے حصین! تمہارا باپ اور میرا باپ دونوں جہنم میں گئے یہ بتاؤ کہ آخر کتنے خداؤں کی پرستش کرنا چاہتے ہو؟ حصین نے جواب دیا "سات خداؤں کی زمین میں، اور ایک خدا کی آسمان میں" آپ نے ارشاد فرمایا "جب تکلیف اور دکھ پہنچتی ہے تو کسے پکارتے ہو؟ بولے آسمان والے کو تو آپ نے فرمایا "جب وہی ایک اکیلا خدا تمہاری التجاؤں اور آرزوؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے تو پھر اس کے ساتھ دوسروں کو کیوں شریک وسہیم گردانتے ہو؟ حضرت حصین رضؓ کہتے ہیں کہ اس سوال وجواب ہی سے مجھے یقین ہو گیا کہ میں گفتگو میں بھی حضورؐ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد خود حضورؐ ہی کہنے لگے" اے حصینؓ بہتر یہی ہے کہ اسلام لے آؤ" حصینؓ بولے میری ایک پارٹی اور بڑا بھاری کنبہ، قبیلہ ہے اگر میں مسلمان ہوا جاتا ہوں تو ان لوگوں کو کیا کہہ کر چپ کراؤں گا؟ آپ نے فرمایا "یہ دعا پڑھ لو۔

اَللّٰھُمَّ اَسْتَھْدِیْکَ لِاَرْشَدِ اَمْرِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا یَّنْفَعُنِیْ۔

(اے اللہ میں تجھ سے اپنے معاملے کے ٹھیک ہو جانے کی توفیق چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مجھے علم نافع کی فراوانی عطا کر")

راوی کا بیان ہے کہ وہ اس دعا کو پڑھ کر ابھی کھڑے بھی نہیں ہونے پائے تھے کہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے ان کے مسلمان ہوتے ہی صاحبزادے عمران نے آگے بڑھ کر ان کے سر اور ہاتھ پاؤں کو چوم لیا یہ دیکھ کر حضورؐ اشکبار ہو گئے اور توجہ فرمانے لگے۔ عمران کی اس کاروائی سے مجھ پہ رقت طاری ہو گئی۔ یعنی جب ان کے باپ کافر تھے تو نہ عمران آگے بڑھ کر آئے اور نہ ان کے بدن کا کوئی حصہ چھوا لیکن ان کے مسلمان ہوتے ہی وہ اپنے اس حق کو ادا کرنے دوڑ پڑے۔

پھر جب حصینؓ جانے لگے تو حضورؐ نے صحابہؓ کو انہیں گھر تک پہنچانے کا حکم دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ جیسے ہی قریش نے انھیں اس حال میں پھاٹک سے باہر آتے دیکھا ہے تو چلا چلا کر کہنے لگے "لو! خود حصین بھی گمراہ ہوگیا" اصابہ ص۳۳۷

ایک نامعلوم شخص کو اسلام کی تلقین

ابوتمیمہ ہجیمیؓ اپنی قوم کے ایک شخص کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "کیا آپ ہی خدا کے رسول ہیں" آپ نے فرمایا۔ ہاں، پھر پوچھنے لگا آپ کس بات کی لوگوں کو تعلیم وتلقین کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا "میں تمہیں اس خدائے واحد کی طرف بلاتا ہوں، جس سے بیماری اور دکھ درد میں رستگاری کی التجا کرتے ہو تو وہ انہیں دور کر دیتا ہے۔ قحط اور خشک سالی میں گرفتار ہو کر اس کے دفعیہ کی دعا مانگتے ہو تو وہ اسے سرسبزی و شادابی سے بدل دیتا ہے کبھی بے آب وگیاہ لق ودق جنگل میں چلتے چلتے راستہ بھول جاتے ہو اور اس سے رہنمائی کی التماس کرتے ہو تو وہ منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ باتیں وہ سنتے ہی مسلمان ہوگیا، پھر وہ کچھ اور نصیحتوں کا خواستگار ہوا، تو آپ نے فرمایا کسی کو کبھی گالی نہ دینا اور برُا بھلا نہ کہنا"

راوی اس شخص کا قول نقل کرتے ہیں "جب سے مجھے میرے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ نصیحت فرمائی ہے میں نے اونٹ اور بکری تک کو کبھی گالی نہیں دی۔ (مجمع الزوائد ج۸ ص۷۲)

حضرت بلال حبشی رضؓ

یہ وہی حبشی زادہ اور مسجد نبویؐ کے مؤذن ہیں۔ جن کے انتقال پر حضرت فاروقؓ نے فرمایا تھا کہ آج دنیا سے میرا آقا اُٹھ گیا۔ یہ اسلام لائے تو ان کا مولیٰ امیہ بن خلف جلتی ہوئی بالو پر ان کو لٹا دیتا اور پتھر کی سل سینہ پہ رکھ دیتا کہ حرکت نہ کر سکیں اور کہتا کہ:

لاتزال ھکذا حتی تموت اوتکفر بمحمد وتعبد اللات والعزیٰ (تم اسی طرح رہوگے یہاں تک کہ مرجاؤ یا محمدؐ کا انکار کرو، اور لات وعزیٰ کی پرستش کرو۔

لیکن ان سب کے جواب میں زبان مبارک سے احد احد کی آواز آتی۔

جب صحرائے عرب کی جلتی ریگ مخمور عشق محمدی حضرت بلال حبشیؓ کی حرارت ایمانی کو کم نہ کر سکی تو امیہ بن خلف نے آپ کے گلے میں رسی باندھ دی اور لڑکوں کے حوالے کر دیا، لڑکے اس عاشق صادق کی قدر کیا جانتے۔ شہر کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک اسی حالت میں حضرت بلال کو گھماتے رہے مگر ان کی زبان پر بس وہی احد احد کی پکار تھی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ

حضرت ابوذرؓ مکہ تشریف لا کر مسلمان ہوئے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابھی اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھو، اور وطن واپس جاؤ۔ حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے دربار رسالت میں عرض کیا۔ والذی بعثک بالحق لاصرخن بھا بین اظھرھم۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کفار کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کروں گا

مکہ میں نہ کوئی دوست نہ آشنا نہ یار نہ مددگار۔ یکہ وتنہا صرف اپنی قوت ایمانی پر اعتماد حضرت ابوذر مسجد حرام میں تشریف لائے اور بآواز بلند کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدًا رسول اللہ، پھر کیا تھا ہر چہار طرف سے کفار نے گھیر لیا اور اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے ہوش آیا تو دیکھا، جسم خون آلود ہے۔ دوسرے روز پھر انہیں الفاظ کی آپ نے منادی فرمائی اور کفار نے پھر جی کھول کر حوصلہ نکالے۔

حضرت خباب بن الارتؓ

اسلام کا بالکل ابتدائی زمانہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارقمؓ کے مکان میں پناہ گزین ہیں، اس وقت حضرت خباب مشرف باسلام ہوئے، غلام تھے، مالک کو خبر پہنچی تو ان کے سر پر گرم گرم لوہا رکھنے لگا، جلتے ہوئے پتھر پیٹھ پر رکھ دیئے جاتے۔ یہاں تک کہ پیٹھ کی ہڈیوں پر سے گوشت جاتا رہا۔ مگر جو زبان کلمہ توحید کا اقرار کر چکی تھی اس کو اس میں کچھ ایسا مزہ ملا کہ ان سخت تکلیفوں کے باوجود انکار کا خیال بھی نہ آیا۔

ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ سے ان کی سرگزشت پوچھی تو فرمایا کہ امیرالمؤمنین میری پیٹھ دیکھ لیجئے، حضرت عمرؓ نے پیٹھ کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے ایسی پیٹھ کسی کی نہیں دیکھی، حضرت خباب نے عرض کیا کہ آگ روشن کی جاتی تھی اور اس پر میں لٹا دیا جاتا تھا اس آگ کو میری پیٹھ کی چربی بجھا دیتی تھی۔ [illegible]

اسے کہتے ہیں محبت و جاں نثاری۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

ایک روز صحابہ کرام مجتمع تھے ذکر چھڑا کہ اب تک قریش نے با آواز بلند قرآن کو نہیں سُنا، کون اس کی ہمت کرے گا؟ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں حاضر ہوں۔ صحابہؓ نے کہا کہ تم تنہا اکیلے آدمی ہو کوئی ایسا ہو جس کے ساتھ کوئی جماعت بھی ہو، تاکہ اگر موقع پڑے تو وہ دفاع بھی کرسکیں۔ آپ نے فرمایا نہیں مجھے جانے دو، اللہ میری حفاظت کرے گا۔

دوسرے روز حضرت عبداللہ بن مسعودؓ دوپہر کے وقت تشریف لائے اور بسم اللہ کہہ کر "الرحمٰن علم القرآن" پڑھنا شروع کر دیا۔ قریش خانہ کعبہ میں بزم آرا تھے۔ یہ آواز کان میں پڑی کہنے لگے کہ ام علبد کیا کہتا ہے؟ پھر خود ہی بولے، کچھ نہیں قرآن کی تلاوت کر رہا ہے پھر کیا تھا جوش غضب سے مشتعل ہوگئے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب واپس گئے تو صحابہؓ نے آپ کے چہرہ پر زخموں کے نشان دیکھ کر کہا کہ ہمیں اسی کا ڈر تھا۔ مگر محبت کے سرشاروں کے حوصلے دیکھئے خود ابن مسعودؓ فرماتے ہیں اگر تم کہو تو میں کل جاکر علے الاعلان قرآن سناؤں ما کان اعداء اللہ اھون علی منھم الآن۔ خدا کے دشمن آج سے زیادہ کمزور مجھے کبھی نظر نہیں آئے۔

حضرت خبیبؓ

مسیلمہ کذاب نے ان کو گرفتار کیا اور کہا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں، پھر پوچھا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) اللہ کا رسول ہوں، آپ نے فرمایا کہ میں نہیں سنتا ہوں، اس پر ظالم نے حضرت خبیبؓ کا عضو، عضو کاٹ ڈالا، جب آپ کے سامنے رسول اللہ کا ذکر آتا تو آپ اپنے ایمان کا اظہار فرماتے اور ذات قدسی صفات پر درود بھیجتے اور جب مسیلمہ کا نام آتا تو فرماتے کہ میں نہیں سنتا ہوں، اسی حالت میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ سچ ہے ؎

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

جو دل بھی محبت اور حقیقی الفت کا آتش کدہ بن گیا، آج تک اس کو دنیاوی قوتوں کے باعث فرد ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، یہ بجھانے والی قوتیں خود فنا ہوگئیں، مگر محبت کے شعلے بھڑکتے ہی رہے۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کا دل انوار ربانی سے مستنیر تھا۔ مسیلمہ کا ظلم و ستم بھلا اس پر کیا اثر ڈال سکتا تھا؟ جو دقوق صدری کے صاحب دل اور عاشقان با صفا ہیں اور ان "شمع نبوت" کے پروانوں سے "محبت کرنا" سیکھیں؟

حضرت ابو فکیہہؓ

حضرت ابو فکیہہؓ صفوان بن امیہ کے غلام تھے۔ کفار ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر دھوپ میں لٹا دیتے یہاں تک کہ وہ مختل الحواس ہو جاتے، ایک دن صفوان نے اُن کے پاؤں میں رسی باندھ دی۔ اور آدمیوں کو حکم دیا کہ گھسیٹتے ہوئے لے جائیں اور تپتی ہوئی زمین پر لٹا دیں، اتفاق سے راہ میں ایک گبریلا جا رہا تھا، صفوان نے کہا کہ نعوذ باللہ "تیرا خدا بھی تو نہیں ہے" بولے میرا اور تیرا خدا اللہ تعالیٰ ہے اس پر صفوان نے اس زور سے ان کا گلا گھونٹا کہ دم نکل جانے کے قریب آگیا اور اس اذیت کشی میں خود ان کا بیدرد بھائی بھی شریک تھا اور کہتا جاتا تھا کہ ابھی "اس کو اور اذیت دو"۔

حضرت خالد بن سعیدؓ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اجیاد" میں مقیم تھے۔ حضرت خالدؓ آپ کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا کہ آپ کس چیز کی تعلیم فرماتے ہیں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی طرف بلاتا ہوں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ایک ہے۔ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ تم پتھر کی پرستش کرتے ہو جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اس کو اس کی بھی خبر نہیں کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے اور کون نہیں؟ یہی حق و صداقت بھرے الفاظ تھے جو اثر کر گئے اور حضرت خالد بن سعید فوراً کلمہ "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ" کہتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہوگئے نہ تو تلواروں کی جھنکار سننے میں آئی اور نہ تیروں کی بوچھاڑ دیکھنے میں آئی، بس زبان نبوت سے محبت الٰہی کے نغمے کو سُنا اور بن دیکھے خدا کا سودا سر میں پیدا ہو گیا باپ نے بُرا بھلا کہا، مارا پیٹا اور بھائیوں کو مجبور کر دیا کہ ان کے ملنے کا قصد بھی نہ کریں اور کہا کہ تم محمد کی پیروی کرتے ہو۔ حالانکہ تمام قوم ان کے خلاف ہے وہ معبودوں اور "اسلاف" کی برائی کرتے ہیں۔ حضرت خالدؓ نے کہا "ہاں خدا کی قسم میں نے ان کی پیروی کرلی" سعید کو اس پر اور بھی غصہ آیا، مارا اور کہا کہ جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔ اب میں تجھ کو کھانے کو نہ دوں گا، حضرت خالدؓ نے فرمایا اگر تم مجھے کھانا نہ دو گے تو جب تک میں زندہ ہوں اللہ مجھے رزق دے گا۔"

حضرت عثمان بن مظعونؓ

حبش کے مہاجر جب واپس ہوئے تو حضرت عثمان بن مظعونؓ ولید بن مغیرہ کی امان میں مکہ میں داخل ہوگئے، آرام سے رہنے لگے مگر جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکالیف پر نظر پڑی تو اپنی صبح و شام کی بے فکر زندگی کا نقشہ سامنے کھنچ گیا۔ دل ہی دل میں کہا کہ میں ایک مشرک کی امان میں رہ کر مزے کروں اور راہ مولیٰ میں اور مسلمانوں کی طرح مصیبتوں کا سامنا نہ کروں؟ یہ بڑے افسوس کی بات ہے یہ سوچکر آپ ولید بن مغیرہ کے پاس گئے اور کہا کہ اے ابو عبد شمس تمہارا عہد پورا ہوگیا۔ اب میں تمہاری امان واپس کرتا ہوں۔ ولید بن مغیرہ گھبرا اٹھے اور کہا کیوں؟ کسی نے کوئی تکلیف دی ہے؟ فرمایا کہ نہیں میں بجز اللہ کے کسی دوسرے کی امان میں نہیں رہنا چاہتا ولید نے کہا کہ اچھا مسجد چل کر امان کو علی الاعلان واپس کرو، آپ نے ایسا ہی کیا، مسجد میں جاکر فرمایا "میں نے ولید کو باوفا پایا مگر بجز اللہ کی امان کے میں اور کسی کی امان نہیں چاہتا ہوں" اس کے بعد بھی حضرت عثمان اور لبید بن ربیعہ شاعر ایک روز قریش کی مجلس میں بیٹھے تھے لبید حاضرین محفل کو اشعار سُنا رہے تھے۔ ایک شعر پڑھا۔

کل شئ ما خلا اللہ باطل
اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل ہے

اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ سچ کہا لیکن جب دوسرا مصرعہ پڑھا۔

وکل نعیم لا محالۃ زائل
اور ہر نعمت قطعی فنا ہو جائے گی

اس پر حضرت عثمان بن مظعون کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی اور فرمایا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، نعیم جنت ہمیشہ باقی رہے گی۔

لبید نے مجمع سے مخاطب ہوکر کہا، اے اہل قریش، تمہارے اہل مجلس کو ایسی تکلیف کبھی نہیں دی گئی۔ یہ بات کب سے پیدا ہوگئی؟ یہ سن کر مجمع ہی میں سے ایک آدمی نے کہا کہ نعوذ باللہ، تم ان کی باتوں کی مطلق خیال نہ کرو، یہ بھی انہیں احمقوں میں سے ایک

باقی بر ص ۱۸

سورۂ آلِ عمران کا ماحصل

امیر عبد الرحمان لودھیانوی شیخوپورہ

حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سورۂ آل عمران (پ۴) کے خاتمہ پر مسلمانوں کو ایک نہایت جامع ومانع نصیحت فرمادی جو گویا ساری سورت کا ماحصل ہے یعنی اگر کامیاب ہونا اور دنیا وآخرت میں مراد کو پہنچنا چاہتے ہو تو سختیاں اٹھاکر بھی اطاعت پر جمے رہو، معصیت سے رکو، دشمن کے مقابلہ میں مضبوطی اور ثابت قدمی دکھلاؤ، اسلام اور حدودِ اسلام کی حفاظت میں لگے رہو، جہاں سے دشمن کے حملہ آور ہونے کا خطرہ ہو وہاں آہنی دیوار کی طرح سینہ سپر ہوکر ڈٹ جاؤ، اور ہر وقت ہر کام میں خدا سے ڈرتے رہو یہ کرلیا تو سمجھو مراد کو پہنچ گئے۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (پ۴ ع ۱۱)

ترجمہ! اے ایمان والو صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور لگے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ

یہ مکمل آیت تمامی اسلامی ہدایات کا گنجینہ اور کل قرآنی نصائح کا نچوڑ ہے اور بے شمار فوائد کی حامل ہے۔ اسی وجہ سے مختلف مفسرین نے مختلف طور پر ہر لفظ کی تفسیر کی ہے اور صحابہؓ وتابعین نے ہر جملہ کے جدا جدا معنی بیان کئے ہیں۔ ہم ذیل میں جو مختصر تفسیر لکھتے ہیں وہ کل تفسیر معانی کا مختصر مجموعہ ہے۔

انسان کے علمی اور عملی فضائل دو باتوں پر موقوف ہیں۔

۱۔ ہر وقت رضائے مولا کا طالب ہو اس سے ڈرتا رہے اور ہر آن ایک دھن میں لگا رہے۔ شرک نہ کرے خدا کے حقوق باقاعدہ انتہائی شوق، جانفشانی اور تن دہی سے ادا کرے

۲۔ دنیوی امور اور معاملات میں کوئی خرابی، کسی قسم کی بیہودگی نہ ہونے دے۔ مؤخر الذکر کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) خود مشقت اٹھانی، تکلیف برداشت کرنی اور ضبط واستقامت قائم رکھنی

(۲) ایثار کرنا، غیروں کو تکلیف نہ دینا، انسانی حقوق ادا کرنا۔ اس میں بھی شق ثانی دو طرح پر ہے۔

ا۔ غیروں کے واجبی حقوق ادا کئے جائیں اور ان کو ناجائز تکلیف نہ دی جائے۔

(ب) غیروں کے تمام حقوق خواہ واجبی ہوں یا نہ ہوں ادا کئے جائیں اور کسی کو جائز یا ناجائز تکلیف نہ دی جائے صلہ رحمی اور کنبہ پروری کی جائے۔

گویا فضائل انسانی کا حصر چار اقسام میں ہوگیا اس آیت میں ان چاروں اقسام کی نہایت بلیغ انداز میں کامل ہدایت موجود ہے۔

مسلمانو! صبر کرو، یعنی دنیا کے تمام مصائب بیماری، افلاس، قحط، خوف ورنج، دکھ درد سفر، خانہ بدوشی، فاقہ، حکومت کے جور واستبداد اولاد کی موت وغیرہ پر صبر کرو۔

فرائض الٰہی کے ادا کرنے میں جو کچھ دشواریاں اور صعوبتیں پیش آئیں، روزہ میں بھوک پیاس کی تکلیف ہو، جہاد میں گرمی سردی، سفر میں تھکان اور فاقہ، دشمن سے مقابلہ اور جان کا خطرہ پیش آئے، ندائے حق اعلانِ صداقت تبلیغ احکام میں نصیحت وہدایت اور اعلائے کلمۃ اللہ میں جو کچھ مصائب اٹھانے پڑیں جس قدر طعن وتشنیع، گالیاں، زبان درازیاں، چیرہ دستیاں اور پھبتیاں برداشت کرنی پڑیں سب پر صبر کرو۔

نفس کا جوش شہوت اور ہیجان، غضب روکنے میں جو دشواریاں اور مشقت پیش آئے اس پر استقامت رکھو، جذبات نفسانیہ کے بندے نہ بنو، ممنوعاتِ الٰہیہ اور محرّمات شرعیہ سے نفس کے روکے رکھو اور ہر ناجائز خواہش کو دبانے میں جو کوشش ومشقت برداشت کرنی پڑے اس پر صبر کرو۔

ذات وصفات الٰہی کے پہچاننے اور علوم حقّہ کے حاصل کرنے میں جس قدر غور وفکر شب بیداری، ترکِ لذائذ اور مراقبۂ نفس کرنا پڑے سب پر صبر کرو۔

وَصَابِرُوْا — یہ قسم سوئم کا بیان ہے یعنی مسلمانو! لوگوں کے واجبی اور ضروری حقوق ادا کرو۔ مطلب یہ کہ دشمنوں اور دوستوں کی بداخلاقیاں، ہمسایوں اور غیروں کی ریشہ دوانیاں، خاندان والوں اور شناساؤں کی مکاریاں اور چالاکیاں، یگانہ وبیگانہ کی چیرہ دستیاں صبر کے ساتھ برداشت کرو، اپنے نفس کو جوشِ انتقام اور ہیجان غضب سے روکو۔

وَرَابِطُوْا — یہ قسم چہارم کا بیان ہے۔ یعنی مسلمانو! اپنے دلوں کو باندھے رکھو، محبت الٰہی میں اپنے دلوں کو باندھو نفس کو لگاؤ تمام بدنی اور روحانی قوتوں کو مصروف رکھو یا جہاد کے لئے اپنے گھروں پر گھوڑوں کی پرورش کرو یا غنیم سے اپنی فوج کو محفوظ رکھنے کے لئے رات کو اپنے آپ کو نگرانی میں لگائے رکھو، یا نماز وباجماعت کے انتظار میں دل کو معلق رکھو یا کار خیر کے ساتھ دل کو وابستہ رکھو یا کنبہ پروری اور صلہ رحمی میں ہر وقت اپنے خیالات اور قوتوں کو آمادہ رکھو

وَاتَّقُوا اللّٰہَ — یہ قسم اول کا بیان ہے یعنی مسلمانو! شرک نہ کرو۔ رضائے مولیٰ کے طالب رہو، ہر وقت اس سے ڈرتے رہو اس کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتے رہو غیر اللہ کی محبت سے کنارہ کش رہو، محبت مال، محبت احباب، محبت اولاد اور محبت نفس کو محبتِ الٰہی پر قربان کرو۔ اس کے حقوق نہایت کوشش، شوق اور رغبتِ خاطر سے ادا کرو۔ اور ماسوی اللہ کے خیال کو ترک کردو

لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ یہ چاروں نصائح اگر اپنے واسطے لائحہ عمل بنا لوگے اور اس مکمل ہدایت کے بموجب عمل کروگے تو امید ہے کہ دنیوی اور دینی سعادت حاصل کر لوگے۔

مقصودِ بیان

اس آیت کا اصل مقصود قوت فکریہ کی درستگی، عقائد کی اصلاح، تہذیب اخلاق، حسن معاشرت، ایثار، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی، تمام خلق کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور دیگر فضائل وخصائل کے حصول کی طرف ترغیب دینا ہے۔

اس آیت میں مساواتِ ملی وموالاتِ باہمی اور مذہبی غمخواری کی تعلیم دی ہے۔ اخوتِ اسلامیہ اور معاونت واتحاد کی خصوصی ہدایت کی ہے گویا ضمنی اشارہ اس طرف ہے کہ مال وجاہ، عزت وحکومت، حسن صورت اور شرافتِ نسب

(باقی بر ص ۱۱)

بقیہ: شراب نوشی اور اسلام

کے صدر ڈاکٹر رابرٹ ہیرسن لکھتے ہیں کہ:
"قتل اور ڈاکہ کے جرائم، اور اجتماعی و انفرادی آلام و مصائب کا سب سے بڑا محرک شراب ہے۔ شہوانی جرائم ۵۰ سے ۷۵ فیصدی تک شراب نوشی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اور دوسرے جرائم کی تہ میں بھی اکثر شراب نوشی ہی کے اثرات شامل رہتے ہیں" (انسانیت حیوانیت کے راستہ پر ص ۲۲۴)

بہر حال علمائے اسلام، اور محققین یورپ کی ان تصریحات کی روشنی میں اس ابدی حقیقت کی صداقت میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ:-

الخمر وا خوانہا رجس من عمل الشیطان ——

نیز حضورؐ کا یہ ارشاد بجائے ایک اٹل حقیقت اور ابدی صداقت ثابت ہوتا ہے کہ الخمر ام الخبائث۔ لہٰذا ہم پوری دنیائے انسانیت سے عموماً اور پاکستانی ملت سے خصوصاً یہ پوچھتے ہیں کہ:- فہل انتم منتہون؟ —— "اب باز رہو گے یا کہ نہیں؟" —— (ختم شد)

سالانہ اجلاس

۶ ستمبر راولپنڈی:- مدرسہ فرقانیہ مدنیہ رجسٹرڈ راولپنڈی کا چوتھا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۹، ۳۰ جمادی الاول بمطابق ۱۸، ۱۹ اکتوبر بروز جمعہ، ہفتہ منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں شمولیت کے لئے ملک کے مقتدر علمائے کرام و صوفیائے عظام کو دعوت دی گئی ہے احباب و سرپرست حضرات سے شمولیت کی درخواست ہے احباب تاریخیں نوٹ فرمالیں۔
قاری محمد زین ناظم مدرسہ فرقانیہ مدنیہ رجسٹرڈ راولپنڈی

بقیہ: سورۂ آل عمران کا ماحصل

قابل فخر چیزیں نہیں ہیں۔ فقیر ہو یا امیر، بادشاہ ہو یا مسکین، سید ہو یا جولاہا، یوسف ثانی ہو یا نفرت انگیز صورت رکھنے والا، مذہب و ملت کے اعتبار سے سب برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں، ہر ایک دوسرے کا بھائی ہے۔ تفرقۂ ملی موجب وبال ہے۔

آیت مذکورہ میں خصوصیت کے ساتھ مصائب کے برداشت کرنے دوسروں کی طرف سے ایذاء پر صبر کرنے اور اعدائے اسلام کے مقابلہ کے وقت اتفاق و اتحاد کے مظاہرہ کے ساتھ استقامت کو قائم رکھنے کی ہدایت ہے اور سب سے اخیر میں اسلامی تصوف کا ایک بے بہا گنجینہ ہے یعنی رضائے مولیٰ کی جستجو اور خوف خدا مطلب یہ کہ مسلمان کے ہر فعل و قول میں، ہر حرکت و سکون میں مرضیٔ مولیٰ کی جستجو کا جذبہ ضرور پوشیدہ رہنا چاہیئے عبادت، ریاضت، فتوحات عالم، جہاد و جنگ، تجارت و زراعت، صنعت و حرفت اور تمام شخصی جمہوری، ملکی ملی معاملات میں رضائے مولا کی دھن ضرور لگی رہنی چاہیئے اور ہر ساعت خوف خدا ضرور دلگیر رہنا چاہیئے دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ معاملہ کرتے وقت بھی اتقاء نفس لازم ہے اور جنگ و جہاد کے موقعہ پر بھی وغیرہ

تفسیر بیان السبحان

حضرت مولانا سید عبدالدائم جلالی
خلاصہ تفسیر حقانی رح

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی طرف روئے سخن کر کے اُن کو صبر اور خدا پرستی پر قائم رہنے اور پرہیزگاری پر ثابت رہنے کی طرف متوجہ فرما کر کلام کو کس خوبی سے تمام کر دیا بقولہٖ۔ یاایہا الذین آمنوا صبروا الخ

دشمنان دین کو بکنے دو تمہارا جو کام ہے وہ کئے چلے جاؤ۔ واضح ہو کہ انسان کے دو حال ہیں ایک دنیا کا معاملہ دوسرا خدا کا معاملہ، پھر دنیا کے معاملہ کی دو قسم ہیں ایک اپنے اوپر مشقت گوارا کرنا دوسرے کو تکلیف نہ دینا، ایک یہ کہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی سلوک و احسان کرنا پھر اس کی بھی دو قسم ہیں۔

اوّل یہ کہ خاص اپنی ذات سے علاقہ رکھے سو اس کو تو اصبروا میں ذکر کیا۔ صبر نفس کو روکنا اور برداشت کرنا ہے پھر اس صبر کے بہت سے اقسام ہیں۔ (۱) یہ کہ توحید اور عالم آخرت کے پہچاننے میں جو کچھ غور اور فکر کرنے میں مشقت ہو اس پر صبر کرے (۲) واجبات کے ادا کرنے میں جو کچھ مشقتیں پیش آئیں روزہ میں بھوک پیاس، جہاد میں گرمی میں چلنا دشمن سے لڑنا، تبلیغ احکام میں وعظ و پند اور دین کی منادی میں جاہلوں کی بدکلامی سننا سب برداشت کرے (۳) نفس کی خواہش روکنے میں جو کچھ مشقت پیش آئے اس پر صبر کرے، حسین عورت کی طرف حرام کرنے کے لئے دل مائل ہو۔ اس کو روکے۔ الغرض منہیات سے بچنے میں کوشش کرے (۴) مصائب دنیا مرض، موت، قحط، تنگدستی، خوف وغیرہ مصائب برداشت کرے یہ سب باتیں اصبروا میں شامل ہیں۔

وہ جو اوروں سے تعلق رکھتی ہیں اس میں یہ ہے کہ گھر کے لوگوں اور ہمسایہ اور اہل شہر اور قوم کے اخلاق رذیلہ برداشت کرے انتقام لینے میں اور غصہ کے فرد کرنے میں دل کو روکے رکھے یہ سب باتیں صابروا میں آگئیں۔

رہا دوسروں پر احسان کرنا صلہ رحمی وغیرہ سو وہ رابطوا میں آگئیں ربط کہتے ہیں۔ باندھنے اور لگانے کو، خواہ دل کو محبت الٰہی سے باندھے یا جہاد میں گھوڑے باندھے یا شب کو مخالفوں کے لئے پہرہ دینے پر دل کو باندھے یا انتظار صلوٰۃ میں دل لگائے یا اعزہ و اقرباء سے واسطے قائم رکھے اس لفظ میں سب معنوں کی گنجائش ہے اور اسی لئے ہر ایک مفسر نے ان میں سے ایک معنی اختیار کئے ہیں اور احادیث میں بھی ہر معنی کی طرف اشارہ ہے۔

رہا خدا کا معاملہ سو وہ اتقوا اللہ میں آگیا۔ ایک جملہ میں حکمت نظریہ اور حکمت عملیہ اور ان کی جمیع اقسام تہذیب اخلاق سیاست مدن، تدبیر منزل وغیرہ سب کو جمع کر دیا اور پھر حکمت کے ثمرۂ فلاح کی طرف بھی کس مجمل لفظ میں اشارہ کیا جو ہر قسم کی فلاح کو شامل ہے۔ فلاح دنیا اور فلاح آخرت سب آگئیں۔

اس سورت میں مبدا و معاد اور آخرت ...... کے حالات، خدا کے صفات اور نیکی کے نتائج اور نیکوں کا رویہ اور بدلوگوں کا انجام، اشاعت دین میں استقلال انبیاء اور ان کے پیروؤں کے مختصر واقعات بیان کر کے سعادت کے عمدہ نتیجہ فلاح پر کس خوبی سے کلام تمام کیا ہے اور ہر ایک مضمون کو دوسرے سے عجیب مربوط کیا ہے ——

(آخری قسط)

شراب نوشی اور اسلام

(۸)

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب مفتی دارالافتاء دارالعلوم اکوڑہ خٹک پشاور

"بلجیم" میں کثرت شراب نوشی کے نتیجہ میں جو ہولناک تباہ کاریاں رونما ہو رہی ہیں ان کو دیکھئے۔ لکھا ہے کہ :۔

"مجرموں میں اسی فیصد خودکشی کرتے ہیں۔ ۴۷ قید خانے میں رہتے ہیں۔ ۷۹ فقرو فاقے میں زندگی بسر کرتے ہیں اور ۷۵ فیصد مجنون اور پاگل ہیں" (احکام العقلیہ ص۴۸۵)

دنیا کے سب سے زیادہ "مے نوش" ملک اور عشرت کدۂ یورپ یعنی فرانس میں اسی زہر سیال کی ہلاکت خیزیاں اس طرح سامنے آئیں :۔ "کثرت شراب نوشی سے جو دو خاص مرض، ایک مرض دماغی سرسام کا۔ اور دوسرا جگر کی خرابی کا پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے مرنے والوں کی تعداد" فرانس میں ۱۹۴۶ء سے ۱۹۵۲ء تک ۶۱۸۰۰ کو پہنچی، اور اسی مدت میں فرانس جو انڈو چائنا میں جنگ کرتا رہا۔ اس جنگ میں مرنے والوں کی تعداد ۱۹۰۰ کی رہی اور یہ شمار تو امراض سے براہ راست مرنے والوں کا رہا۔ باقی جو لوگ کثرت شراب نوشی سے بالواسطہ مرے ہیں۔ یعنی اس کے اثرات سے بالواسطہ مرے ہیں۔ ان کی میزان اگر لگائی جائے، تو تعداد اس کی بھی دس گنا پڑے گی" (بمبئی کرانیکل ۵۴ء)

آپ دیکھ رہے ہیں کہ شراب نوشی کی کثرت کے نتیجہ میں مرنے والوں کی تعداد جنگ جیسی ہلاکت انگیز و تباہ کن چیز سے بھی آگے بڑھ گئی۔ اور جنگ بھی وہ جنگ نہیں جس میں تیر و تفنگ سے کام لیا جاتا تھا۔ بلکہ ایٹم۔ اور ہائیڈروجن بم کے زمانے میں۔ جس سے "ہیروشیما" جیسے آباد اور پررونق و حسین شہر کو چند منٹوں میں تودۂ خاک بنا کر رکھ دیا جاتا ہے اور ہزارہا بلکہ لاکھوں انسانوں کو دیکھتے ہی دیکھتے خاک و خون میں تڑپنے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

"فرانس کے اس عشرت خانے میں جہاں شراب نوشی کے لئے آبادی کا ذرہ ذرہ سمٹ کر شراب خانوں میں پہنچ جاتا ہے۔ دماغی امراض اور جگر کی خرابیوں میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۱۹۵۳ء میں ۳۹۰۵ ۔ اور ۱۹۵۴ء ۱۰۶ ۱۴ تھی (صدق جدید ۱۲ راکتوبر ۵۵ء)۔ انسداد شراب نوشی کے ان اعداد و شمار سے معلوم ہوا ہوگا، کہ شراب سے دماغی امراض کس طرح اور کن مہلک صورتوں میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ دماغی بیماریاں اکثر۔

"جنون" کی شکل میں سامنے آتی ہیں۔ شراب سے پیدا ہونے والی جنون کے سلسلہ میں یورپ کا ڈاکٹر "بنیٹم" لکھتا ہے کہ :۔

افریقہ کے باشندوں میں سے جن لوگوں نے شراب کا استعمال کیا وہ پاگل ہو گئے۔ اور یورپ کے جو باشندے اس کی کثرت رکھتے ہیں۔ وہ بھی جنون کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ اس لئے شراب کو جلد از جلد افریقیوں کے لئے ممنوع مشروب قرار دیا جائے" طنطاوی ص۱۹۴

جگر کی بیماری

دماغ کو شدید نقصان پہنچانے کے ساتھ جگر کو بھی اس کی مضرتیں تباہ کرتی ہیں۔ حالانکہ جگر بھی اعضاء رئیسہ میں ایک ایسا عضو ہے جس پر جسمانی صحت کا دار و مدار بڑی حد تک ہے۔ جن مریضوں کے جگر خون بنانے کا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کی جسمانی صحت بالکل مضمحل ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہ آتش سیال سی کارآمد اور جسم کے فعال عضو کو ماؤف کر دیتی ہے اور صرف ایک ملک میں اس کی ہلاکت خیزیوں کی سالانہ رپورٹ یہ ہے :۔

"کثرت شراب نوشی سے ۱۹۵۳ء میں جگر کی بیماری میں ۱۱۸۷۱ نفوس ہلاک ہوئے۔ اور ۱۹۵۴ء میں اسی جگر کی بیماری میں مرنے والوں کی تعداد ۱۲۷۰۱ ہوئی" ــــ بندش شراب کے ان باخبر اداروں کے ان اعداد و شمار کی روشنی میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ مہلک مشروب جگر کو کس طرح نقصان پہنچا کر نہ صرف لب گور، بلکہ ہلاک ہی کر کے چھوڑتا ہے۔ جس کا آخری نتیجہ خود انسان ہی کی ہلاکت ہوتا ہے۔

سکتہ کی بیماری

شراب نوشی کے نتیجہ میں ایک اور مہلک بیماری "سکتہ" بھی جان لیوا روگ ثابت ہوتا ہے۔ سستی اعصاب، تشنج، اور رعشہ کے بعد سکتہ کا خطرناک عارضہ لاحق ہو کر ہلاک کر دیتا ہے۔ طب یونانی کی ایک مشہور کتاب میں ہے :۔

ان الخمر بتلا الذهن ويرخي الاعصاب ويورث الرعشه والتشنج وكثيرًا ما يموت السكران بالسكتة ۱۰ھ (نفیسی ص۲۲۷)

"شراب ذہن کو پلید کر دیتی ہے۔ اعصاب کو سست، رعشہ، اور تشنج پیدا کرتی ہے اور اکثر شراب پینے والے سکتہ کی بیماری میں ہلاک ہوتے ہیں"۔

ضُعفِ قلب

مصنف "الحیوٰۃ والخمر" نے شراب نوشی کے مہلک اثرات کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے

ومن ههنا ثبت للعلماء ان الكحول اذا دخل الجسم ادى الى اضعاف القلب واثر فيه وفيما يتصل به من الاعصاب تاثيرا تاما (الحیوۃ والخمر ص۵۷)

"اطباء نے اسی وجہ سے کہا ہے کہ جب شراب جسم میں داخل ہوگی۔ تو قلب کو کو ضعیف کر دے گی۔ قلب اور اس سے متعلق اعصاب میں شدید مضرتیں رونما ہوں گی اور ان میں مکمل تاثیر کرے گی"۔

چنانچہ اسی ضعف قلب کے نتیجہ میں جو عموماً شراب نوشی کے عادی لوگوں کو عارض ہوتا ہے۔ نوے فی صد اموات واقع ہو رہی ہیں۔ اسی کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ :۔ علاوہ ازیں آج کل حرکت قلب بند ہونے سے اس قدر زیادہ موتیں واقع ہو رہی ہیں کہ کسی اور مرض سے اتنی نہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایسی موتیں ۹۰ فیصدی شراب نوشی کا نتیجہ ہوتی ہیں" (انسانیت حیوانیت کے راستہ پر ص۲۲۶)

زناکاری

اکثر و بیشتر شراب نوشی سے بداخلاقی کی مہلک اور تباہ کن بیماریاں بھی پیدا ہوتی ہیں شرابی لوگ اکثر حرامکاری کی لذت کو غیر معمولی طور پر طویل کرنے کے لئے اور فحاشی و بدکاری میں رنگ رلیاں منانے کے لئے شراب استعمال کرتے ہیں۔ حرام کاری لازمۂ شراب ہے۔ اور سوسائٹی کے لئے حرام کاری سب سے زیادہ موذی مرض اور مہلک بیماری ہے۔ شہوانی جرائم میں شراب نوشی کو کس درجہ دخل ہے؟ اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے بین الاقوامی ادارہ

باقی بر ص۱۱

فلسفۂ ولی اللّٰہی کی روشنی

معاشی اصلاح و توازن کی ضرورت

(غازی خدا بخش کیپٹن)

حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے فرمایا کہ معاشی توازن کے درہم برہم ہونے سے معاشرے کی اخلاقی حالت روبہ زوال نظر آتی ہے چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے کہ بعض اوقات افلاس و تنگدستی کفر کے درجے تک پہنچا دیتی ہے۔

اللہ جل شانہٗ کا منشاء بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دولت امیروں ہی میں نہ ہرتی پھرتی رہے۔ چنانچہ کثرت سے غرباء و مساکین کی دستگیری کی ترغیب مختلف طریقوں سے دی۔ بلکہ جس کمائی کو لہو پانی ایک کرکے کمایا جاتا ہے اس میں سائل اور محروم کا حق قرار دیا گیا ہے۔

دولت کے صرف کرنے پر پانچ شرائط بھی عائد کر دی گئیں کہ غریب اور مفلوک الحال کو دینے کے بعد اس پر احسان نہ جتایا جائے

ے جو احسان کرکے جتانے لگے
وہ اپنے کئے کو مٹانے لگے

یہی نہیں بلکہ اس سے بیگار بھی نہ لی جائے اسے کسی قسم کی بھی ایذاء نہ دی جائے احسان رکھ کر اور ایذا دے کر اپنی خیرات کو ضائع نہ کرو، جو دو تو وہ ایک ہی ذات کی خوشنودی و رضا کی خاطر دو۔ وہ صرف اور صرف اس بہتر رزق دینے والے اللہ کو راضی کرنے کے لئے دو وہ دینا پھر دل کی تقویت کا باعث بنے خسارے اور کمی کا حزن والم دامنگیر نہ ہو الحمدللہ جس نے دیا اسی کی راہ میں اس کی توفیق سے خرچ ہوا ے

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی!
منت ازو شناس کہ بخدمت گزاشت

نہ نیکی کمانے کی طاقت ہے نہ برائی سے بچنے کی قوت ہے یہ صرف علی اور عظیم خداوند تعالیٰ کی توفیق سے ہے۔

آخری شرط میں فرمایا کہ اپنی کمائی میں سے ستھری چیزیں خرچ کرو۔ مقام غور ہے کہ جو بوسیدہ اور خراب چیز تم پیش کر رہے ہو۔ یہی اگر تمہیں پیش کی جاتی تو کیا تم پسندیدگی... سے اسے وصول کرتے۔ اگر نیکی حاصل کرنے کے خواہاں ہو تو جس چیز سے تمہیں محبت ہے۔ وہ شے خرچ کرو۔ پھر ایسے احسان سے بھی روک دیا گیا جس کا معاوضہ زیادہ چاہو ایک مالدار اپنا تھوڑا سا سرمایہ ایک چیز پر لگاتا ہے۔ کاریگر کو پانچ روپے سارے دن کی اجرت دیتا ہے اور شام کو اس چیز کی قیمت تیس روپے اپنی جیب میں ڈالتا ہے حالانکہ جنس خام پر صرف دو روپے اس کے صرف ہوسکے ادھر کاریگر غریب سر پر ہاتھ رکھ کر روتا ہے کہ مجھے جو پانچ روپے دیئے گئے ہیں۔ اس سے میرے اہل و عیال کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اسی لئے اسلام نے اس پر زور دیا کہ پیٹ بھرنے کو روٹی، تن ڈھانکنے کو کپڑا، سر چھپانے کو جھونپڑا ابن آدم کا حق ہے۔ آج جو فرد یا جماعت معاشی توازن کو نظر انداز کرتی ہے۔ وہ روز بروز روبہ تنزل ہے۔ ہم مسلمان ہیں ہمیں بالشویزم یا کمیونزم کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ بے شک ہمیں صحیح اسلامی اقدار پر چلتے ہوئے کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن جونہی ہم نے اسلام سے روگردانی کی، اسلام کی رواداری سے منہ موڑا ہم بظاہر تعاون بھی کر رہے ہونگے تو یہ تعاون ہماری ہلاکت کا باعث ہو گا۔ مثلاً ہم نے غریب کو قرض دیا لیکن سود پر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وقتی طور پر غریب کی ضرورت کو پورا کر دیا۔ لیکن بعد ازاں سود اور اصل زر کا مطالبہ اس کی کمر توڑ دے گا اگر اس نے گھر رہن رکھا تو سود پر سود چڑھتا گیا اور ایک دن وہ گھر فروخت کرکے بے خانماں ہو جائے گا اسی طرح غریب نے اپنی ناک بچانے کی خاطر بیٹے کی شادی پر خلاف شرع رسوم پر خرچ کرنے کے لئے قرض اٹھا لیا اس میں دونوں کو نقصان پڑا، قرض خواہ نے دگنا سود بڑھایا خدا اور رسولؐ سے لڑائی مول لی، مقروض کی زمین بک گئی اس زمین سے جو اسے اللہ روزی دیتا تھا وہ بند ہو گئی، اب اس کے تن پہ نہ کپڑا ہے نہ پیٹ میں روٹی ہے نانِ شبینہ کا محتاج ہے فقر ہے فاقہ ہے۔ شب و روز معاش کے ناجائز ذرائع کی فکر میں ہے۔ اس موذی مرض کے باعث ہماری دیہاتی آبادی ۲۲۲ ارب روپے کے سودی قرضہ کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ کم و بیش یہ سارا قرضہ سود خوروں کا ہے، پورے ملک کے سرکاری اداروں نے زیادہ سے زیادہ ۲۱ کروڑ روپے دیہات میں بطور قرض تقسیم کئے ہیں مغربی پاکستان میں یہ رقم ۱۲ کروڑ روپیہ تک پہنچ گئی ہے اور کل قرضہ ۱۲۹ ارب روپیہ ہے۔ اس کا واحد علاج ہے کہ حکومت آمدنی کے جائز ذرائع کو غرباء و مساکین تک میں رائج کرے۔ ہر امیر، امیر سے امیر تر نہ ہوتا جائے۔ بلکہ ان کی دولت غریبوں میں اس طرح تقسیم ہوتی چلی جائے کہ ان کے نان و نفقہ اور گھریلو ضروریات کو جائز طور پر پورا کرتی جائے۔

جہاں ہم حکومت کو سودی قرضے کی لعنت سے بچانے کی خاطر صحیح معاشی نظام کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ وہاں ہمارا فرض ہے کہ شہری آبادی ہی نہیں خصوصًا دیہاتی آبادی کو خلاف شرع اور مسرفانہ رسوم کی پابندیوں سے آزاد ہو کر معاشرے کی حالت کو سنوارے۔ مالدار آدمی نام و نمود سے بچے اور غریب آدمی اس کی ریس میں دنیاوی ناک کٹنے کے خیال باطل کو ترک کرے۔ دین آسانی کا نام ہے۔ شیطانی رسم و رواج سے کوسوں دور رکھتا ہے جن رسموں کو اسلام غیر ضروری قرار دیتا ہے ان سے احتراز لازمی ہے۔ فضول اللے تللے اور چوچلے سے گریز کرنا چاہیئے۔ ہماری بہو بیٹیوں کی عزت فاطمہؓ بنت رسولؐ اللہ کی عزت سے ارفع و اعلیٰ ہرگز نہیں پھر ہوش کے ناخن لیں اور غور کریں، کہ عورتوں کی سردار بیٹی کی شادی کس بے تکلفی کس سادگی اور کفایت شعاری سے ہوئی

مصالح کلیہ کی پیروی کرو رسمی اقتدار اور مصنوعی سطحی عزت و ناموس کے دلدادہ نہ بنو جائز و ناجائز مواقع میں تمیز پیدا کرو۔ صدقہ و خیرات کو رواج دو۔ نفس پرستی کے غلبے سے رہائی حاصل کرو اجتماع میں غلط طریقے رائج نہ ہونے دو مثلاً سددمت غیر فطری تعلق (SODOMY) زنخاپن (EFFEMINACY) یا سود خوری (USUARY)

بقیہ بر صفحہ ۱۸

دُنیا کا مُسافر

از، جناب مولانا سعد حسن خان صاحب

بعض بجائے آخرت کے دنیا بنانے میں لگ گئے اور اسی کو قدیم و دائم سمجھ بیٹھے، دنیا کی طرف منہ کیا اور آخرت کو پشت دی دنیا ان کی نظر پہ چڑھی اور آخرت ان کی نظر سے گری، خواہش کے بندے ہوئے، خدا کی بندگی سے نکلے، فانی پہ مٹے باقی سے بھٹکے، زندگی کے چند دنوں کی فکر کی، آخرت کے ان گنت سالوں سے غفلت برتی، آخر جب جان بدن سے نکلی آنکھ کھلی عقل آئی چونکے، کہ یہ کیا ہوا، کھو آئے یا کما لائے سب چھوڑ آئے یا کچھ ساتھ لائے، غرض انہی سوالات میں ان کی عقل خون ہو گی اور اور کامیابی کی کوئی ترکیب بن نہ سکے گی۔ اس سراسیمگی و پریشانی میں یہ کہہ کر ان کو نادم اور شرمندہ کیا جائے گا اور ان کے کرتوتوں پہ رونے کا ان کو موقع دیا جائے

ذوقوا عذاب الحریق ذلك بما قدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید ہ

چکھو عذاب جلتی آگ کی شکل میں جو عذاب تم اپنے لئے دیکھ رہے ہو۔ یہ تمہارے ہی کرتوتوں کا نتیجہ ہے اور ان اعمال کی پاداش ہے جو تمہارے اعضائے بدنی نے دنیا میں انجام دیئے اور اللہ بندوں پہ ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

گویا یہ عذاب ہمارا دیا ہوا نہیں تمہارا بلایا ہوا ہے۔ تمہارے اعمال آگ کی صورت میں تم پہ مسلط ہیں اور تمہاری تاریک ماضی پہ تم کو رلا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پہ ظلم نہیں کیا کرتے اور بلا وجہ ان کو مصیبت میں نہیں ڈالتے، لہٰذا اے دنیا کے مسافر اور آخرت کے راہی ذرا سوچ اور عقل سے کام لے، تو دنیا میں اس لئے نہیں آیا کہ یہاں آکر یہیں کی بنائے ...... اور دنیا کی اس راہ گذر پر بستر بچھا کر سو رہے۔ یہ سونے کی جگہ نہیں چلنے کی راہ ہے۔ یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں گذر جانے کا راستہ ہے۔ جس طرح بے شمار انسان آئے اور گذر گئے تو بھی اپنا راستہ طے کر کے گذر جائے گا پھر ہنسے گا یا روئے گا، اپنے کئے پہ خوش ہو گا یا پچھتائے گا، دوزخ کا لقمہ بنے گا یا جنت کا دولھا ہو گا، وہاں کچھ نہیں کرے گا، جو کچھ کرے گا یہیں کرے گا، وہاں صرف کئے کا بدلہ پائے گا، اپنے عمل کے نتیجہ کو آنکھوں سے دیکھے گا، پس خدا را دنیا کا ایک لمحہ رائگاں نہ کھو، دنیا کے ایک ایک پل میں تیری راحت مضمر ہے یا کلفت، اس کی ایک ایک گھڑی تیری عاقبت کے بگاڑ کا پتہ دیتی ہے یا اس کے سدھار کا، آخرت میں گو انسان مرنے کے بعد قدم رکھتا ہے، مگر اس کے رنگ ڈھنگ اور اچھے برے کا یہیں دنیا سے پتہ چلتا ہے

یاد رکھو دنیا اور دنیا کی چیز کو فنا ہے مگر یہاں کے عمل کے اچھے برے نتیجہ کو بقا ہے، جو آخرت میں ہر ایک کے سامنے ہو گا۔ مثال کے طور پہ دنیا کا مال جو ہاتھ کا میل ہے آتا ہے جاتا اگر اس کو آخرت کا سامان بنائیں۔ وہاں کے لئے ذخیرہ کریں۔ تو اس کے صلہ میں جو اجر و ثواب ملے گا، اس کو بقا ہے اس لئے عقل کا تقاضہ ہے کہ دنیا کی ہر فانی شے کو انسان آخرت کے پہلو سے دیکھے، عاقبت کے نظریہ سے جانچے پرکھے اور بغور دیکھے کہ یہ اس کے حق میں ضرر رساں ہے، یا نفع رساں آخرت اس سے بنتی ہے یا بگڑتی ہے

آخرت کے سنگین سوال پر انسان کی لاجوابی

اے مال کے فدائی، زر کے شیدائی، دنیا کے عاقل آخرت کے غافل کیا تجھے پتہ ہے کہ نبی مقدس صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بارے میں کیا فرمان ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد منقول ہے۔

يُجَاءُ بِابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوقَفُ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ فَيَقُولُ لَهُ أَعْطَيْتُكَ وَخَوَّلْتُكَ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْكَ فَمَا صَنَعْتَ فَيَقُولُ رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِي آتِكَ بِهِ كُلِّهِ فَيَقُولُ لَهُ أَرِنِي مَا قَدَّمْتَ فَيَقُولُ رَبِّ جَمَعْتُهُ وَثَمَّرْتُهُ وَتَرَكْتُهُ أَكْثَرَ مَا كَانَ فَارْجِعْنِي آتِكَ بِهِ كُلِّهِ فَإِذَا عَبْدٌ لَمْ يُقَدِّمْ خَيْرًا فَيُمْضَى بِهِ إِلَى النَّارِ ـــ

آدم کا بیٹا قیامت کے دن اس طرح لایا جائے گا گویا کہ وہ بکری کا بچہ ہے پھر اس کو خدا کے روبرو کھڑا کیا جائے گا۔ خداوند تعالےٰ اس سے فرمائے گا، میں نے تجھ کو ہر چیز بخشی، انعامات کی تجھ پہ بارش کی، بتا تو نے اس کے صلہ میں کیا کیا، وہ کہے گا میں نے مال کو جمع کیا بڑھایا اور زیادہ کر کے چھوڑ آیا۔ تو دنیا میں مجھ کو پھر بھیج دے کہ میں سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں۔ آخر وہ ایک ایسا بندہ ثابت ہو گا جس نے دنیا میں کچھ نہ کیا ہو گا اور آخرت کے لئے کچھ نہ بھیجا ہو گا لہٰذا اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔

بس اے دولت کے پجاری آخرت کے بھکاری تو نے سنی اپنی آنے والی کہانی، اگر تو نے دولت کے نشہ میں غفلت سے زندگی گذاری پھر خداوند تعالےٰ پوچھے گا کہ جو مال تو نے آگے بھیجا ہے وہ مجھے دکھلا وہ جواب میں کہے گا اے پروردگار میں نے مال کو جمع کیا بڑھایا اور جمع کر کے چھوڑ آیا تو مجھ کو دنیا میں بھیج دے کہ میں اپنا سارا مال تیرے پاس لے آؤں، مال جمع کیا دھندوں میں لگایا اور یوں اس کو بڑھایا خزانوں کو پر کیا، مگر آخرت کو نہ بنایا، خود کو خوش کیا مگر خالق کو خوش نہ کیا، تو یوں سمجھ کہ تو نے اپنی آخرت کی بربادی کا سامان کیا اور دوزخ کا ایندھن بنا، دنیا میں دولت نے تجھ میں تکبر اور غرور کی روح پھونکی۔ کیونکہ تو نے اپنی بڑائی کی بنیاد اس فانی دولت پہ رکھی، تو نے خود کو آسمان کا تارا جانا اور سب کو خود سے پست اور حقیر سمجھا، مگر تو آخرت میں پہنچ کر خود بکری کے بچے کی طرح حقارت و ذلت سے مجرمانہ حیثیت سے اپنے خالق کی عدالت میں پیش ہو گا اور حساب فہمی میں تیری جان پہ بنی ہو گی، حساب ہزاروں کا سر پہ ہو گا، اور کام تو نے ایک پیسہ کا نہ کیا ہو گا، خزانے تیرے پیسوں سے بھرے ہونگے اور تیرا اعمال نامہ گناہوں سے پر ہو گا، سوال کے وقت تو اپنی دولت کی فراوانی بتاتا ہو گا اور تیرا خالق تیری آخرت کی درستی کے کے بارے میں پوچھتا ہو گا، آخر نیک اعمال سے تہی دست ثابت ہو کر تو دوزخ کا لقمہ بنے گا اور خود تیرا پیسہ تیرے لئے عذاب جان ہو گا؛

دنیا - دنیا ہی میں ساتھ چھوڑے گی

اے دنیا کے راہ گیر تجھے پتہ ہے کہ جب کوچ کرے گا حسرت سے اس زندگی کو خیر باد کہے گا اور چار بھائیوں کے کندھوں پر سوار ہو گا تو تیرے ساتھ کیا کیا جائے گا یاد رکھ تو دنیا میں جس طرح خالی اور تنہا آیا تھا، اسی طرح یہاں سے آخرت کی طرف قدم اٹھائے گا، نہ مال و اسباب تیرے ساتھ جائے گا نہ اپنے اور پرائے تیرا ساتھ دیں گے بس وہی کام تیرا رفیق ہو گا جو تو نے آخرت کی راستی کے لئے کیا ہو گا، تیرے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد ہے۔

يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ فَيَرْجِعُ اِثْنَانِ وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ ــــ (بخاری مسلم)

میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں دو واپس آجاتی ہیں اور ایک میت ہی کے ساتھ رہ جاتی ہے اس کے گھر کے لوگ اس کا مال اور اس کا عمل ساتھ چلتے ہیں لیکن گھر کے لوگ اور مال تو واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اس کے ساتھ ہی رہ جاتا ہی ہے وہ واپس نہیں آتا۔

لہٰذا اے دنیا کے راہ رو! ذرا اس وقت کا دھیان کر جب کہ تو دنیا سے سدھارے گا، سب ٹھاٹھ باٹھ کو یہیں چھوڑے گا اور بے کسی اور بے بسی کی حالت میں دنیا سے اپنا رُخ پھیر کر آخرت کی طرف منہ موڑے گا، اگر اس وقت تیرے ساتھ سامان آخرت ہو گا تو تو غنیوں کا غنی ہو گا، بے نیاز و بے پروا ہو گا، اپنے کئے کو اپنے سامنے پائے گا، خوشی کے مارے باغ باغ ہو گا، اگر تو سامان آخرت سے تہی دست ہو گا تو تو فقیروں کا فقیر ہو گا، محتاجوں کا محتاج ہو گا، تیرے برے اعمال تیرے سامنے ہونگے، تو لرزتا کانپتا ہو گا، کیونکہ مرتے ہی حقیقت کھل جائے گی نیکی ہو یا بدی سب سامنے آجائے گی ایسی ہولناکی ہو گی کہ انسان گھبرا کر کہے گا۔ اَيْنَ الْمَفَرُّ (بھاگ کر کہاں چلا جاؤں) جواب ملے گا۔

كَلَّا لَا وَزَرَ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۣالْمُسْتَقَرُّ (نہیں کہیں نہیں بچاؤ تیرے رب تک ہے اس دن ٹھہرنا)

يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۣ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ (خبر دیا جائے گا۔ اس دن آدمی ساتھ اس چیز کے جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا)

غرض اس کا سارا کچا چٹھا اس کو سنا دیا جاوے گا، دنیا میں اس کا ایک ایک عمل ضبط تحریر ہو گا اور اس کا ایک ایک فعل لکھا جا چکا ہو گا، فرمان ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا (ہم زندہ کریں گے مردوں کو اور لکھا ہے ہم نے جو آگے بھیجا ہے انہوں نے)

اے دنیا کے مسافر! ذرا سوچ قدرت کی طرف سے تیری جانچ کتنی کڑی ہے، کہ تجھ کو ہر وقت دنیا ہی کی پڑی ہے۔ لمحہ بہ لمحہ تیری زندگی گھٹ رہی ہے، موت تجھ سے قریب آ رہی ہے مگر افسوس کہ تیری امید ہر روز تازہ ہو رہی ہے، تو نے سینکڑوں کو دیکھا ہو گا، ہزاروں کو سنا ہو گا اچھے بھلے ہیں، یا چلتے پھرتے ہیں، ابھی گرے اور سانس نے جواب دیا۔ زندگی نے ساتھ چھوڑا ابھی زندوں میں تھے ابھی مردوں میں شمار ہوا، کیا یہ واقعات تجھ کو نہیں لرزاتے؟

کیا پتہ جس روز تو برسوں کے منصوبے باندھ رہا ہو اسی روز تیری موت کا حکم قاضی اجل سے صادر ہو چکا ہو، کیا علم جس دن تو اپنے لئے کپڑوں کے جوڑے سلوا رہا ہو اسی دن تیرے لئے کفن پہننا مقدر ہو چکا ہو، کیا پتہ جس دن تو اپنا پختہ مکان بنوا رہا ہو اسی روز تیری قبر کھو دے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہو۔

لہٰذا اے غافل انسان! تو ایسے اچانک خطرات میں گھرا ہے اور پھر بھی بے دھڑک چل رہا ہے، یہ کیا غضب کر رہا ہے، دیکھو سنبھل آگے کی سوچ، وہاں کی بنا یہاں کی چھوڑ تیرا قدم اس عالم کی طرف اٹھ رہا ہے جس کی ترجمانی اللہ تعالیٰ نے یوم الحسرة سے کی ہے کہ اس دن حسرت اور ندامت ہے، پچھتاوا اور افسوس ہے، بد تو بد نیک بھی حسرت و ندامت سے بری نہیں اے آخرت کے راہی تیرے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے۔

وَمَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ اِزْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَا يَكُوْنَ نَزَعَ

(ترمذی)

کوئی مرنے والا ایسا نہیں جو مر کر پچھتاتا نہ ہو۔ آپؐ سے پوچھا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ندامت کیسی ہے، جو سب کو ہو، فرمایا اگر نیک بخت ہے تو اس کو اس پر ندامت ہوتی ہے کہ نیکی میں زیادتی کیوں نہیں کی، اگر بد ہے تو اس پر پچھتاتا ہے کہ وہ برائی سے کیوں نہیں باز آیا۔

ایسے دن کی ہولناکی کا کیا ٹھکانہ ہے، کہ اس میں نیکوکار بھی پشیمان ہے اور بدکار بھی، بد تو سراپا حسرت و ندامت ہے، مگر نیک بھی نیکی کی کمی پر افسوس کناں ہے، کہتا ہے کہ ہائے نیکی اور کما لاتا آخرت کو اور بنا لاتا،

دنیا کس کے لئے ہے ـــ

غور کر اے دنیا کے راہ رو! کس قدر غافل ہے تو اگر اس فانی دنیا کو تو گھر جانتا ہی اور یہیں رہ لینے کے سامان کرتا ہے اور اصلی گھر کو بھلا دیتا ہے، دنیا کے ایک ایک پیسہ کو دانت سے پکڑتا ہے، جان سے زیادہ عزیز جانتا ہے، اور ہر دم زیادتی کی فکر میں رہتا ہے، کیا تو یہ سوچنے کا روادار نہیں، کہ موت کا کوئی وقت نہیں، جب تک تو زندہ ہے، مال تیرا ہے، جب دم نکلا وقت آخر ہوا مال غیروں کا ہوا، تیری حیثیت ایک خادم سے زیادہ نہیں کہ تو وارثوں کے لئے جوڑ جوڑ کے مر گیا، اور پچھلوں کی خدمت کر گیا کہ ان کی محنت و مشقت سے بے نیاز بنا گیا اور مفت کا لقمہ ان کے منہ میں دے گیا حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا صاف ارشاد ہے،

الدنيا دار من لا دار له ومال من لا مال له ولها يجمع من لا عقل له

دنیا میں اس شخص کا گھر جس کا آخرت میں گھر نہیں (احمد) اور مال اُس شخص کا جس کا آخرت میں مال نہیں اور مال وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔

یہ دراصل دنیا اور آخرت کی صحیح تعریف اور حقیقی شناخت ہے واقعی جس کو آخرت کی فکر ہو وہاں کی بھلائی پر نظر ہو اور آخرت کو اصل قرار گاہ اور دنیا کو محض گزرگاہ جانتا ہو وہ دنیا سے دل نہیں لگاتا

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

باپ جیسے محسنوں کا وفادار نہیں ہو سکتا وہ کسی سے وفا نہیں کر سکتا۔ اس لئے سب سے پہلے ماں باپ سے نیک سلوک کی ہدایت کی گئی تاکہ اُس کی نیکی کی تربیت ہو سکے۔

۳- اولاد کو کسی طرح قتل نہ کرو۔ اس سے باطنی قتل یعنی کمائی کی خاطر بچوں کو بُرے کام کی عادت ڈالنا اور انہیں بعمانی موت کے سپرد کرنا بھی ممنوع ہو گیا — اور مفلسی کے خوف سے ظاہراً قتل تو ہے ہی گناہ عظیم۔ کیونکہ مفلسی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنے والا، برتھ کنٹرول کی پابندی کرنے والا اور اسقاطِ حمل وغیرہ کرانے والا تو اصل میں خدا کے رازق ہونے پر یقین ہی نہیں رکھتا اور اس کا قرآن کریم کی اس آیت پر ایمان ہی نہیں۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔

چنانچہ اسی لئے خداوند قدوس نے یہاں صراحت فرما دی کہ رزق دینے والے فقط ہم ہیں — اگر ہم ماں باپ کو اپنے ...... خزانۂ غیب سے رزق عطا فرما سکتے ہیں تو ہونے والی اولاد کا رزق بھی ہمارے ذمّہ ہے۔ کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہماری ذمہ داری اپنے ذمہ لے لے اور جو ایسا کرے گا وہ ہمارا نافرمان ہوگا اور کبھی سرخ رو نہ ہو سکے گا —

ہر مسلمان کا یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر موجودہ مخلوق جیسی ارب ہا ارب مخلوق اور پیدا فرما دے اور ان سب کو رزق دے تو بھی اُس کے خزانۂ رزق میں ایک ریزہ بھر کمی نہیں ہو سکتی —

۴- فحش اور بے حیائی کے کام مت کرو انسانی شقاوت اور خلافِ راستی برائیوں سے قطعی اجتناب کرو۔ اس حکم کے تحت تمام بیہودہ اور بے جا خواہشات ولذات کو بھڑکانے والے کام یک سر ممنوع ہو گئے

۵- کسی آدمی کو قتل نہ کرو جب تک شریعت خداوندی حکم نہ دے — انسانی زندگی کی عنداللہ بہت بڑی قدر و قیمت ہے اور خدا کے احکام کو پس پشت ڈال کر اپنی مرضی کے مطابق ضائع کرنا بہت بڑی شقاوت ہے۔

۶- یتیموں کا مال خرد برد نہ کرو۔ اور ان کے بڑے ہونے تک اس کی حفاظت کرو۔ اس آیت سے تمام کمزوروں اور ضعیفوں کی جان و مال کی حفاظت کا حکم نکلتا ہے اور اس کا پورا کرنا مسلمان پر فرض ہے —

۷- آپس کے معاملات اور لین دین میں عدل و انصاف صحت مند معاشرہ کی سب سے بڑی ضرورت ہے اور ناپ تول میں کمی کرنا بہت بڑا قومی اور اخلاقی جرم۔

۸- اللہ کے ساتھ کئے گئے تمام وعدوں کو پورا کرو کیونکہ ایفائے عہد ہی عبدیت کی شان ہے۔ اور بندگی کا عہد فقط اتباع رسالت سے پورا ہوتا ہے۔

۹- دین کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں ہرگز تفرقہ اور اختلاف نہ ہو۔ کیونکہ دین ایک مقرر راستہ ہے اور اگر سب کے سب ایک راستہ پر نہ چلیں گے تو ظاہر ہے کہ ان کی راہیں مختلف ہو جائیں گی۔ اور ان میں اشتراکِ عمل نہ رہے گا۔ جس کے باعث وہ کمزور ہو جائیں گے اور ظاہر ہے کہ راستہ تو ایک ہی صحیح ہوگا لہٰذا ایک سیدھے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستوں پر چلنے والے یقیناً گمراہ ہونگے —

اتباع رسالت

اگر انسان مذکورہ بالا قوانین کو ذہن میں رکھے اور عقل سے کام لے تو اپنی بہتری کے سارے طریقے اُسے انہیں احکامات کی روشنی میں انشاء اللہ العزیز مل جائیں گے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صراط مستقیم پر چلنے کے لئے راہنما، ہادی اور پیشوا کسے بنائے تو اس کا سیدھا سادھا جواب یہ ہے کہ اگر آج کوئی شخص خدا تعالیٰ کی عبادت کا صحیح طریقہ معلوم کرنا چاہے اور سیدھے راستے پر چلنا چاہے تو اس غرض کی تکمیل اور اس مقصد کے حصول کے لئے اسے صرف سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو راہنما بنانا پڑے گا۔ کیونکہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کی نہ تعلیمات محفوظ ہیں۔ نہ ان کی عملی زندگی کے متعلق معلومات ہی محفوظ ہیں — اس صورت میں ان کی زندگیوں کو راہنما بنایا ہی نہیں جا سکتا اور یہ حکمتِ خداوندی تھی کہ اس نے ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زندگی اور ان کے علم اور ان پر نازل شدہ کتاب کو بغیر زیر زبر تک کی تحریف کے اپنی اصلی صورت میں محفوظ رکھا تاکہ فقط نبی آخر الزمان ہی کائناتِ انسانی کے لئے نمونۂ ہدایت اور سرچشمۂ رہنمائی بن سکیں۔

چنانچہ اب جو شخص سیدھی راہ کا طالب ہے، صراط مستقیم پر گامزن ہونا چاہتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئے اور ان سے رہنمائی حاصل کرے۔

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے اپنے حسن عقیدہ کا اظہار کرے اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلاموں یعنی علماء ربانی سے پوچھے تو وہ اس کا جواب دروازہ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے لے کر دیں گے کہ اس صراط مستقیم کی علمی تصویر اگر دیکھنا چاہو تو وہ قرآن ہے اور عملی نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو وہ سیرت سردار دوجہاں فخر الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے

گویا قرآن علم صراط مستقیم ہے اور سنت نبی کریم علیہ السلام عمل صراط مستقیم ہے۔ قرآن کو اگر صراط مستقیم کی صورت کہا جائے تو اس کی سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ قرآن صراط مستقیم کا قال ہے اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حال ہے۔ اگر صراط مستقیم کا علمی چہرہ دیکھنا چاہو تو نقوش اور حروف کی صورت میں قرآن ہے اور اگر اسے چلتا پھرتا، بولتا چالتا دیکھنا چاہو تو وہ وجودِ مسعود سردار دوجہاں، فخر انس و جاں امام الانبیاء علیہم السلام ہے۔

پس اے صراط مستقیم کے طالب اگر تو صراط مستقیم پر عمل کرنا چاہتا ہے تو علم قرآن کو اپنے رگ و ریشے میں جگہ عطا فرما اور عملی زندگی میں سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ بن کر دربار الٰہی میں آ۔ اس کے بعد ہمارا یقین ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے کہ تو صراط مستقیم پر گامزن ہو کر دربار الٰہی میں عزت پائے گا اور دونوں جہان کی کامیابی تیرے پاؤں چومے گی۔ حضور کے بعد حضورؐ کی راہ پر چلنے والے آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہی ہیں۔ چنانچہ آپ کے طریقے اور آپ کے صحابہؓ کے طریق پر چلنے ہی میں نجات ہے ویسے تو ہر شخص جس طریق پر چل رہا ہے وہ اپنے تئیں ناجی یعنی نجات پانے والا کہے گا۔ لیکن مسلمان کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کا طریقہ ہی صراط مستقیم ہے۔ تمام صدیقین شہداء اور صالحین بھی اسی راستہ پر چلے ان سب پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص انعام و اکرام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انہی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے

(آمین)

بقیہ اداریہ

اس کا مطلب یہ ہوا کہ عوام اپنے منتخب کردہ نمائندوں کی اسمبلی میں کارگزاری سے قطعی بے بہرہ رہیں اور انہیں یہ پتہ ہی نہ چلے کہ آیا ان کے نمائندے نے واقعی ان کا حق نمائندگی ادا کیا ہے یا نہیں اور وہ واقعی مستقبل میں ان کے ووٹ کا مستحق ہو سکتا ہے یا نہیں اندر کی بات اندر ہی رہے اور جمہور کے کان میں اس کی بھنک بھی نہ پڑنے پائے کیا اسی کا نام جمہوریت ہے؟ اور اسی کے بل بوتے پر عوام کا اعتماد حاصل کیا جا سکتا ہے؟

ہماری دلی خواہش ہے کہ اُن غیر ذمہ دار اخبارات کا ضرور محاسبہ ہونا چاہیئے جو ملک کی حفاظت وسالمیت پر ضرب لگاتے اور تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور جن کا شیوہ ہی فحاشی اور غیر اسلامی خبروں کی نشر و اشاعت ہے مگر تمام اخبارات پر بلا امتیاز یہ پابندیاں عائد کر دینا کہ وہ اسمبلیوں اور عدالتوں کی کارروائیوں تک کو آزادانہ طور پر ترتیب نہ دے سکیں کسی طرح بھی مستحسن نہیں اور نہ اسے سراہنے کے لئے کوئی تاویل ہی کی جا سکتی ہے — اور جہاں تک عدالتوں کی خبروں کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں پہلے ہی ازالہٴ حیثیت عرفی اور توہین عدالت کے انتہائی سخت قوانین جن کے باعث اخبار نویس ہمیشہ عدالتی کارروائیوں کی خبریں شائع کرنے میں محتاط رہتے ہیں۔ لیکن اسمبلیوں کی کارروائی تو ملک و قوم کے نمائندوں کی آواز ہوتی ہے اور اس کی اشاعت سے عدل و انصاف کے تقاضے مجروح ہونے کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اس لئے اس پر پابندی لگانا قطعی نا درست، عوام کو ان کے نمائندوں کی آواز سے محروم کرانے کے مترادف اور بالکل غیر جمہوری فعل ہے، اور کوئی محب وطن... پاکستانی اس کی تائید نہیں کر سکتا۔ پھر ان پابندیوں کی آخری قابل ذکر شق اخبارات کے مالی وسائل کی تحقیقات سے متعلق ہے جن کے تحت حکومت کو یہ غیر محدود اختیار... حاصل ہو گیا ہے کہ اگر وہ کسی اخبار سے انتقام لینا چاہے تو بڑی آسانی کے ساتھ اُس سے انتقام لے سکتی ہے اور اس کے فیصلہ کے خلاف ہائی کورٹ سے چارہ جوئی بھی نہیں کی جا سکتی۔ اب ایک ایسا احتسابی نظام جو مروجہ قانون و تعزیر کے ضابطوں سے بالکل الگ ہو اور جس کے خلاف نہ کوئی دلیل کام آئے اور نہ کوئی اپیل کی جا سکے۔ کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے۔ کتنے ستم کی بات ہے کہ جو صنعتی، تجارتی اور سرکاری ادارے علانیہ بدعنوانیوں اور بد دیانتیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور جن کے لئے ناجائز مالی منفعت کے سینکڑوں چور دروازے کھلے ہوئے ہیں ان کے مالی معاملات کی تحقیقات کے لئے تو انکم ٹیکس اور آڈٹ کے مروجہ نظام پر تمام تر انحصار کیا جاتا ہے لیکن اخبارات کے معاملہ میں یہ الگ ضابطہ تجویز کیا جاتا ہے کہ حکومت کا مقرر کردہ کمشن ان کی مالیات کی جانچ پڑتال کرے گا اور پھر اس کا فیصلہ ناطق ہو گا، جس کے خلاف کسی بھی دوسرے دروازے کو نہیں کھٹکھٹایا جا سکتا

ظاہر ہے یہ پابندی محض اس غرض سے عائد کی گئی ہے کہ اخبارات کو اپنے ہر معاملہ میں وسیع انتظامی مداخلت کے خوف سے مرعوب کیا جا سکے اور صحافت کو عملاً حکومت اور انتظامیہ کی پسند اور ناپسند کا مسئلہ بنا دیا جائے۔

ان حالات میں اب اخباری صنعت سے تعلق رکھنے والے تمام افراد اور ان کی نمائندہ جماعتوں کا فرض ہے کہ وہ سب اکٹھے ہو کر نئے پریس قوانین کے بارے میں جلد از جلد کوئی مشترکہ پالیسی وضع کریں، اپنے پیشے کے ضابطہٴ اخلاق کو مؤثر بنانے کی کوشش کریں اور حکومت کو یہ باور کرا دیں کہ نئے پریس قوانین پر اصرار کرنا ان کی کوئی دانشمندی نہیں — اور ان کے نفاذ سے عوام اور حکومت کے درمیان جو رابطہ ہے وہ ختم ہو جائے گا۔

آخر میں ہم حکومت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حالات کا گہری نظر سے جائزہ لے۔ ان اثرات کا اندازہ کرے جو ملک اور بیرون ملک میں ان پابندیوں کے باعث مرتب ہوں گے، ملک کے عوام و خواص کے احساسات کا مطالعہ کرے اور نئے پریس قوانین کو فی الفور کالعدم قرار دے دے۔ اس طرح حکومت کا وقار بھی لوگوں کی نظروں میں بڑھے گا اور ملک و قوم کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ (وَمَا علینا الا البلاغ)

ضروری تصحیح

دو بلاک اشتہارات ضرورۃ القرآن اور گلدستہ صد احادیث شائع ہوئے ہیں۔ ہدیہ ضرورۃ القرآن ۱۹ پیسے اور محصولڈاک ۱۲ پیسے ہدیہ گلدستہ صد احادیث ۵۰ پیسے محصولڈاک ۵۰ پیسے پیشگی آنا ضروری ہے۔

ایڈیٹر "خدام الدین"

ٹوبہ ٹیک سنگھ میں

مورخہ ۱۹ ستمبر کو آمد

ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین اہالیان ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اصرار پر جمعرات مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۶۳ء کو ٹوبہ ٹیک سنگھ پہنچ رہے ہیں جمعرات نماز مغرب کے بعد حسب معمول مجلس ذکر ہو گی اس کے بعد ڈاکٹر صاحب کا خطاب ہو گا۔ اور جمعہ کے دن جامع مسجد میں خطبہٴ جمعہ سے قبل آپ تقریر ارشاد فرمائیں گے

محمد حسین نگینہ قادیان حال ربوہ کا قبول اسلام

پیر محل۔ ضلع لائلپور کی مشہور دینی درس گاہ جامعہ عثمانیہ کے صدر مدرس و خطیب عثمانیہ حنفیہ مسجد مولانا عبدالحی عابد جمعۃ المبارک میں عصمت انبیاء کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ تقریر سے متاثر ہو کر محمد حسین نگینہ قادیان والا ولد نواب دین قوم شیخ حال مقیم ربوہ نے مولانا کے ہاتھ پر مرزائیت سے توبہ کی اور اسلام قبول کر لیا، موصوف نے اپنی سابقہ زندگی کے تمام خرافات سے توبہ کر لی ہے، تمام احباب ان کی استقامت کیلئے دعا فرمائیں

مخلص:۔ محمد صدیق ربانی مہتمم جامع عثمانیہ پیر محل، ضلع لائلپور

بقیہ مجلس ذکر

ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑا۔ مکان۔ کھانا ہمارے لیے موجود ہے۔ لیکن ہم کتنا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ لیکن افسوس مسلمانوں کی حالت پر کہ آسوہ نبویؐ کو بالکل چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ہندو اگر بتوں کے سامنے سجدے کریں۔ ان کی نذر مانیں۔ ان پر پھول چڑھائیں۔ چڑھاوے چڑھائیں ان کے سامنے چھینے۔ طبلے بجائیں۔ تو وہ کافر بے ایمان۔ لیکن مسلمان اگر قبروں پر سجدے کریں طبلے سارنگیاں بجائیں۔ چڑھاوے چڑھائیں۔ ان سے دعائیں مانگیں۔ تو ان کی مسلمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ یہ اسی طرح... مسلمان کے مسلمان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاءِھِمْ مَسٰجِدًا

ترجمہ۔ اللہ لعنت کرے یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنی امت کے چھوٹے شرک میں مبتلا ہو جانے کا اس سے بھی زیادہ خطرہ ہے اور وہ ہے ریا۔ دکھلاوے کے لیے نیک کام کرنا۔ عبادت۔ خیرات دکھلاوے کے لیے کرنا۔ چندہ وہاں دینا جہاں نام ہو یہ سب ریا ہے۔

اب ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ ہم کہاں تک اسوۂ نبویؐ کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ کتنی کوشش کرتے ہیں خود عمل کرنے کی اور دوسروں کو تبلیغ کرنے کی۔

آپ پر فرض ہے۔ کہ رزق حلال طیب کمائیں۔ جو کہ سب سے ضروری چیز ہے۔ کہ اللہ کی یاد میں مشغول رہیں۔ اپنی اولاد کو دین کی طرف لگائیں تاکہ وہ صدقہ جاریہ بنیں اور قیامت کے دن نجات کا باعث بنیں اگر آپ نے اپنی اولاد کو اللہ کے دین کے راستے پر نہ لگایا یا کسی عالم ربانی کے پاس نہ بٹھایا۔ تو یاد رکھیں کہ یہی اولاد قیامت کے دن عذاب کا باعث بنے گی اور لعنت کی دعا کرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تبلیغ دین کے راستے میں بدن کے جس حصہ پر مٹی پڑ جائے گی وہ حصہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ خود کوشش کریں اور گھر میں۔ دفتر میں۔ محلہ میں دوسرے ساتھیوں کو بھی اللہ کی یاد کی طرف بلائیں۔

دنیوی علوم بھی حاصل کریں۔ لیکن اگر دین دے کر دنیا خریدی تو یہ خسارے کا سودا ہے۔ ہر مسلمان پر خدا شناسی کا علم سیکھنا قرآن و حدیث سے وابستہ ہونا ضروری ہے۔

یہ دنیوی علوم پیٹ کے دھندے ہیں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہوا ہے۔ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا اگر کتاب و سنت کو چھوڑ دیا۔ نیک لوگوں کا ساتھ ترک کر دیا تو دنیوی اور اخروی خسارا ہے۔ دنیا کے مال و دولت کی طمع زیادہ ہوتی جائے گی۔ چین و آرام اور سکون ختم ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی دلوں کو اطمینان و راحت اور چین بخشتا ہے۔ لیکن افسوس ہمارا عمل و کردار قرآن کے خلاف ہے کتاب و سنت کی تعلیم کچھ اور ہے اور ہم کچھ اور کر رہے ہیں جو بوئیں گے وہی کاٹیں گے۔ اگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق زندگی بسر کی تو آخرت اچھی ہوگی ورنہ پچھتانا پڑے گا اور تکلیف و مصیبت میں مبتلا ہونا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اس نے ہمیں اللہ والوں کا ساتھ نصیب کیا۔ اور ذکر اللہ کرنے کی توفیق دی۔ پھر ذکر اللہ کے لیے کوئی گوجرانوالہ سے آتا ہے۔ کوئی شیخوپورہ اور کوئی منٹگمری اور کوئی لائل پور سے۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ کسی کے ذکر کو قبول فرما کر دوسروں کے ذکر کو بھی قبول فرمائے۔ اور یہی نجات کے لئے کافی ہو جائے۔ اسلام میں اجتماعیت کا یہی فلسفہ ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ سب اجتماعیت ہی اجتماعیت ہے

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ منڈی میں آم کے ٹوکرے میں اوپر اچھے اور پکے اور نیچے خراب اور کچے آم ہوتے ہیں۔ لیکن ان اچھے آموں کے ساتھ خراب آم بھی اسی بھاؤ بک جاتے ہیں۔ اسی طرح جماعت میں اچھے اور نیک لوگوں کی برکت سے گنہگار لوگوں کی عبادت و ذکر قبول ہو جاتا ہے۔ اور ان نیک بندوں کے ساتھ گنہگاروں کو بھی اپنی رحمت و مغفرت سے نواز دیتا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ استقامت و اخلاص عطا فرمائے۔ ہمیں سچا اور کھرا مسلمان بنائے اور ہر حال میں اللہ کی یاد کی توفیق عطا فرمائے۔ شیطانی رسومات اور خرافات سے بچا رکھے۔ آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ: فلسفہ ولی اللہی کی روشنی

اور کم وزن و پیمائش کی عادت سے بچو۔ کبھی رفاہیت بالغہ (تکلفات)، کے متمنی لوگوں کی ریس کے پاس نہ بھٹکو۔ فضول خرچی سے دور رہو لباس فاخرہ استعمال نہ کرو۔ تفریح کے ایسے شوق نہ بڑھاؤ جن کی وجہ سے دنیاوی زندگی کے کام اور اخروی زندگی کے اصول معطل ہو جائیں۔ مثلاً مزامیر راگ رنگ، تاش شطرنج بازی، کبوتر بازی، پتنگ بازی اور شکار وغیرہ سے اجتناب کرو۔ ناقابل برداشت ٹیکسوں سے جہاں بچنا چاہتے ہو وہاں خود بھی ظالمانہ عادتوں سے بچو۔ معاش کے معاملات میں اس قدر انہماک اور تعمق میں مبتلا نہ ہو جاؤ کہ تقرب الی اللہ کے کام کو چھوڑ بیٹھو۔

امام ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حکمت الکتابی یا نظام معاشی کی تعریف یوں کی ہے کہ انسان اپنی معاش میں رفاہیت اور ذوق حسن یا ظرافت کا خیال رکھے اور کوشش کرے کہ انسان اپنی تمام ضرورتیں اوسط درجے کی رفاہیت سے پوری کرے اگر کوشش نہ کی جائے تو انسان سخت تکلیف اور رنج و غم میں مبتلا ہو جائے گا اور اتنی حاجتیں جمع ہو جائیں گی کہ ایک شخص انہیں بطریق احسن پوری نہیں کر سکتا۔

بقیہ: نبوت و رسالت کے چند ابتدائی مناظر

احمق ہے۔ جنہوں نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا۔ حضرت عثمان بن مظعون نے بھی نے بھی اس کا جواب دیا، باتوں ہی باتوں میں بات بڑھ گئی، حضرت عثمان کے مخالف نے ان کی آنکھ میں گھونسہ مارا جس سے ان کی آنکھ بالکل سرخ ہو گئی۔ ولید بن مغیرہ قریب ہی میں کھڑے ہوئے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے، حضرت عثمان کو لعنت ملامت کرنے لگے اور کہا کہ تم ایک محفوظ اور مضبوط امان میں تھے — ذرا اہل دل کان کھول کر حضرت عثمان کا جواب سنیں اور اپنی محبتوں اور الفتوں کا جائزہ لیں — فرمایا اللہ کے راستے میں میری دوسری آنکھ بھی سرخ ہونا چاہتی ہے" ولید نے کہا آؤ پھر امان میں آ جاؤ، ارشاد فرمایا "نہیں مجھے اللہ ہی کی امان پسند ہے"۔

نوٹ

جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا لفافہ آنا ضروری ہے۔

بچوں کا صفحہ

ایک بچے کی قلم سے

مسلمانوں کی حکومت کا ایک منظر



عبد الہادی عصر لاہور

آج کا دور ایک سائنسی دور ہے۔ ایٹمی آلات استعمال کئے جا رہے ہیں، عام ملکوں میں جمہوریت ہے۔ جمہوریت میں عوام کی حکومت ہوتی ہے۔ اُن ہی کے منتخب کردہ نمائندے حکمرانی کرتے ہیں۔ حکمران کا اولین مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی کام رعایا کی مرضی کے خلاف نہ کرے بلکہ ہمیشہ ان کی فلاح و بہبود کی کوشش کرے اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھے

دوسری قوموں کے مقابلے میں مسلمان قوم میں یہ عنصر نمایاں نظر آتا ہے۔ کہ مسلمان حکمران رعایا کا بہت خیال رکھتے تھے۔ عدل و انصاف، امن و امان اور مساوات کو قائم رکھنا ان کا اولین مقصد ہوتا تھا۔

۸ھ کو مکہ فتح ہوا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود فاتح کی حیثیت سے اپنے تمام مخالفین کو معاف فرمایا۔ آپؐ نے ایک اعلان بھی جاری کیا جس سے آپؐ کی عظیم شخصیت کی شان نمایاں نظر آتی ہے۔

(۱) جو شخص ہتھیار ڈال دے اُسے امن ہے

(۲) جو ابو سفیان رضؓ کے گھر میں داخل ہو جائے اُسے امن ہے

(۳) جو اپنے گھر کے دروازے بند کر لے، اُسے بھی امان ہے

(۴) جو خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے، اسے بھی امن ہے"

غرض کہ جان کے پیاسے عربوں کو بھی آپؐ نے فرمایا کہ "آج تم سے کوئی بدلہ نہیں لیا جائے گا اس طرح مثال قیامت تک نہ مل سکے گی۔

خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کو رعایا کا اس قدر خیال تھا کہ جب آپؓ فتنہ پرداز لوگوں پر لشکر کشی کا حکم فرمایا، تو ساتھ ہی ایک اعلان بھی جاری فرمایا

"جو شخص ہتھیار ڈال دے اُسے کچھ نہ کہا جائے، عورتوں بچوں اور بوڑھوں پر تلوار نہ اٹھائی جائے جس بستی کے لوگ آذان پکاریں، ان کو مسلمان سمجھا جائے اور ایذا نہ پہنچائی جائے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کا عہد حکومت بھی مسلمانوں کا زریں عہد کہلاتا ہے ان کی رعایا پروری مشہور زمانہ ہے چنانچہ بستر مرگ پر آپؓ نے ایلیا کے عیسائی باشندوں کے نام جو وصیت فرمائی، اس کے الفاظ یہ ہیں

"ان کے گرجوں میں سکونت اختیار نہ کی جائے، ان کے گرجوں اور صلیبوں کو مسمار نہ کیا جائے۔ انہیں اس بات کی آزادی ہوگی کہ یہ اپنا ساز و سامان لے کر یہاں سے چلے جائیں۔"

آپؓ کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو رعایا کا اس قدر خیال تھا کہ جب لوگوں نے کہا کہ آپؓ فتنہ پرداز لوگوں پر لشکر کشی فرمائیں تو آپ نے فرمایا "کہ میں کسی مسلمان کا خون بہانا نہیں چاہتا۔"

حضرت علی رضؓ نے بھی رعایا کا بہت خیال رکھا۔

امیّہ خاندان میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحؒ نے خلفائے راشدین کی پیروی کی۔ جب آپؒ نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی، تو ہر طرف بدامنی کا دور دورہ تھا۔ تمام روپیہ حکمران کی ملکیت بن چکا تھا۔ آپؒ نے نئے سرے سے بیت المال قائم کیا، فدک کا معاملہ جاگیروں کی واپسی آپؒ ہی کے کارہائے نمایاں ہیں۔ حتیٰ کہ خود گھر کا تمام مال و اسباب بیت المال میں جمع کر دیا۔

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ رحؒ سرکاری کام کر رہے تھے قریب ہی ایک چراغ جل رہا تھا ایک شخص باہر سے آیا اور کہنے لگا۔ "مجھے آپ سے ایک کام ہے" آپؒ نے فرمایا کہ ذاتی کام ہے یا سرکاری" جواب ملا کہ ذاتی کام ہے۔ اس پر آپؒ نے چراغ گل کر دیا اور اندھیرے میں ہی اس سے گفتگو کرتے رہے۔"

اس عہد سے حضرت عمرؓ کے عادلانہ طرزِ حکومت کی یاد تازہ ہو گئی۔ اسی وجہ سے آپؒ کو عمر ثانی بھی کہا جاتا ہے

مغلیہ خاندان میں اکثر بادشاہ بہت رعایا پرور گزرے ہیں جہانگیر نے تو داد رسی کے لئے محل سے باہر زنجیر لٹکا رکھی تھی کہ فریادی بآسانی انصاف طلب کر سکے

اورنگ عالمگیر رحؒ اس خاندان میں نمایاں حکمران نظر آتا ہے، رعایا کا اس قدر خیال تھا کہ بیت المال سے ایک پائی بھی ذاتی خرچ کے لئے نہ لیتا تھا، بلکہ قرآن پاک کی کتابت کر کے روزی کماتا تھا۔

نماز

طالب حسین طالبؔ

محشر میں بخشوائے گی بچو تمہیں نماز
جنت میں لے کے جائے گی بچو تمہیں نماز
اس بات سے نہیں ہے کسی کو بھی انحراف
پڑھتے ہیں جو نماز وہ رہتے ہیں پاک و صاف
جاں آفریں کے سامنے جب ہوگی حاضری
ہوگی عزیزو! اولیں پرسش نماز کی!
سنت بھی ہے نماز تو ہے فرض بھی نماز
پنہاں ہے شان بندۂ مومن کا اس میں راز
شیطان کو تم سے رکھے گی بچو نماز دور
پڑھ کر نماز دیکھئے ملتا ہے کیا سرور
بچو! بڑے ہی شوق سے پڑھتے رہو نماز
ہو جاؤ عاقبت کے اندیشوں سے بے نیاز
طالبؔ خوشی سے آپ کو دیتا ہے یہ نوید
بچو نماز ہی تو ہے فردوس کی کلید

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدام الدین لاہور
چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا